...اری شکہ ۱۹۳۷ء

اوم دہلی

ممالک غیر سے ۔/۸/۴ روپیہ
قیمت
فی پرچہ
سہ ۔۔۔
آدھ آنہ
...مین ۔۔۔ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء

مہا یوگی

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے ۔ بلکہ ...
... ور دیا گیا ہے ۔ اس میں زبردست سچ...
... کیں ہے ۔ تو تو میرے ۔ ل کر بات...
خواہش رکھتے ...

...گوبا...

...بھگوان

...ں	۲۳
...رشی ا...	۲۴
بھگوان ویدویاس سے	۲۵

نظام
کے لئے

ملک میں ناپ تول کا ایک مشترک و سہل نظام رائج کرنے کے لئے ایک اور اہم قدم اٹھایا گیا ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ریاستوں اور مرکزی نظم و نسق کے علاقوں کے منتخبہ حصوں میں میٹرک باٹوں کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی۔ اس برس ماہ اکتوبر سے ان علاقوں میں صرف میٹرک باٹ ہی قانونی باٹ تصور کئے جائیں گے۔

اپریل ۱۹۶۰ء سے جموں و کشمیر کو چھوڑ کر باقی سارے بھارت میں میٹرک باٹوں کے استعمال کی اجازت دے دی گئی ہے۔

اپریل ۱۹۶۲ء میں، دیش بھر میں میٹرک باٹوں کا استعمال لازمی ہو جائے گا۔

میٹرک نظام
آسانی و یکسانی کے لئے

جاری کردہ بھارت سرکار

DA 60/58

رسالہ اوم دہلی

...اری شدہ ۱۹۳۷ء

اوم دہلی

ممالک غیر سے ۴/۸/۰ روپیہ سالانہ

قیمت فی پرچہ ۳ آنہ ۔ آدھ آنہ

مہا یوگی

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ ... در دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست سچ ... ملیں ہے۔ تو تو میرے ... خواہش رکھتے ...

مضامین بابت ماہ جولائی ۱۹۳۷ء

نمبر	مضمون	نام مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	بھگوان ... ی وید ویاس		۲
۲	ویاس پوجا	سوامی پری پورنانند جی	۳
۳	گورو جنوں کے امرت وچن		۴
۴	رام سندیش	سوامی رام	۷
۵	شراب وحدت (نظم)	شری دیا کشن جی وکیل	۸
۶	مہاتما گاندھی کے زریں خیالات	ماخوذ	۹
۷	سابرمتی کا سادھو (نظم)	ساغر نظامی	۱۱
۸	شریمد بھگوت گیتا اور بھگتی	مہاتما دولت رام جی	۱۲
۹	گورو چرنوں میں (نظم)	سوامی پری پورنانند جی	۱۶
۱۰	گوبند لیلا	شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج	۱۷
۱۱	سوامی وویکانند جی	شری شودیال جی ایم اے	۱۹
۱۲	بزم تصور (نظم)	شری نوبت رائے جی نظر	۲۱
۱۳	آتم بل	لالہ کانشی رام جی چاولہ	۲۲
۱۴	بنائے تکمیل	ڈاکٹر راج بہادر جی ورما	۲۴
۱۵	دھرم اور سداچار	مہاتما ہری سنگھ جی مہاراج	۲۵
۱۶	پربھو درشن	دیوان پنڈی داس جی چوپڑہ	۲۷
۱۷	ساتوک وچار دھارا	شری شنکر سیلانی	۲۸
۱۸	مانو ہے کہاں تو	کوی دل	۳۰
۱۹	ایک مہاتما کا پرساد	لالہ جگن ناتھ جی کھنہ بی اے۔ بی۔ ٹی۔	۳۱
۲۰	گیان پرکاش	شری بھاگ مل جی سنیاسی	۳۵
۲۱	دنیائے دوں	مہاتما شہنشاہ جی مہاراج	۳۷
۲۲	ست سنگ	دیوان پنڈی داس جی چوپڑہ	۳۹
۲۳	منی اتنک	شری بھنوت	۴۱
۲۴	مہرشی اگست	شری بھنوت	۴۲
۲۵	بھگوان ویدویاس کے چرنوں میں	از کوی دل (زہ دل) عقیدت کا کرشمہ ۔ از گیان چند جی	۴۴

تعریف [illegible]

بھگوان شری ویا[illegible]

از برہم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج

ادم اکھر برہم بتایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
ارتھ اس کا خوب گھٹایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
نندے سے برہم بنایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
یکتی سے بندھ ہٹایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
مکتی کا راہ دکھایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
بندھن کا بھرم گوایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
ویدوں کا سار سنایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
جیو-ایشر بھید اڑایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
دُوئی کا ٹیٹل اٹھایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
ایکو ہی اک پرکٹایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
سرکال کا خوف چکایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
بھرم آواگون مٹایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
گیتا پرچار کرایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
بے کرم یوگ سکھایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
ہو گورو اپدیش سنایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
مایا کو متھیا گایا۔ — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
درشش مایا روپ دکھایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
تو درشٹا ست بتایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
یہ سب اُپکار کرایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
سوتوں کو آن جگایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
اک پکا سبق پڑھایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے
ست ہی گوبند دکھایا — جی! — کس نے؟ — شری ویاس نے

مہا یوگی شری

...س پوجا

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے ۔ بلکہ ہند...
...ور دیا گیا ہے ۔ اس میں زبردست سچ...
...لیں ہے ۔ تو تو میرے دل کو بانٹ...
خواہش رکھتے...

مرشد کے پاک قدموں میں شکرانہ

از قلم ۔ شری ہری پورن آنند پورن رشی کیش

۱۔ میں قرباں ساقیٔ وحدت بنایا جس نے دیوانہ
چھڑایا جسم و جاں سے ہے بتایا مجھکو جانانہ

۲۔ کہاں تھا رنج و کلفت سے میں گھبراتا تڑپتا تھا
ہوں ہر حالت میں یکساں اب ہوں ہر دم میں خندانہ

۳۔ زمانہ کھاتا رہتا تھا کہیں اک بوند مل جائے
لبالب اور چھلکتا ہے نہ اب خالی ہو پیمانہ

۴۔ یہ راز کہنہ کو بتاتے یوں تھا فرمایا
طلسمی کھیل ہے دنیا کہیں دھوکا نہ اب کھانا

۵۔ قدم ساقی کے چھو چھو کر کہا یہ دل کی حالت کو
ہے اڑتی قطرگی میری ہوں بنتا بحرِ فرزانہ

۶۔ مسرت مجھے ملی جب کہ یہ جسم و جان و دل سب کچھ
قدومِ پاک ساقی میں کئے ہیں پیش نذرانہ

۷۔ یہ مستی بیخودی کی اب یہاں تک رنگ ہے لائی
نہ اپنا ہی رہا کوئی رہا کوئی نہ بیگانہ

۸۔ سرورِ علم و مستی سے ہوا مخمور ہوں یاں تک
نہیں ہے یاد تک رہتا کہیں آنا کہیں جانا

۹۔ نظر آتا ہوں چلتا اور پھرتا گو زمانے میں
لئے پھرتا جسم کو ہے یہ اسکا آب اور دانہ

۱۰۔ مئے توحید پیتے قرباں عجب حالت ہوئی طاری
یہ غیریت ہے کچھ باقی کسی سے اب نہ یارانہ

۱۱۔ تیرے احسان کا ساقی صلہ کچھ دے نہیں سکتا
سخن کے چند پھولوں کا ہوں کرتا پیش شکرانہ

۱۲۔ ہے بندہ کی دعا دل سے تیرے دربار میں پورن
رہے آباد اے ساقی تیرا برسوں یہ میخانہ

گوروجنوں کے امر

بھگوان وید ویاس

بعض کرم دھرم کے خلاف نظر آتے ہیں لیکن ان کے کرنے والے کو پاپ نہیں لگتا۔ اگر کسی کی جان جھوٹ بولنے سے بچتی ہو تو وہ جھوٹ سچ بولنے سے زیادہ بہتر ہے۔ جیسے کوئی گائے قصائی سے چھٹکارا پاکر بھاگ گئی ہو۔ اور قصائی کسی شخص سے پوچھے کہ گائے کدھر گئی۔ تو اگر وہاں سچ بولا جائے تو گائے کی جان جاتی ہے۔ اس لئے ایسا سچ گناہ عظیم ہوگا۔ اور جھوٹ پنیہ۔ برہمن کی تعظیم کرنا پنیہ ہے۔ لیکن جو برہمن ناستک ہو، شاستروں کے ورودھ چلتا ہو۔ آچار بھرشٹ ہو جاوے اس کی تعظیم نہ کرنا گناہ میں داخل نہیں ہے۔ درخت کٹوانا گناہ ہے۔ مگر گئوؤں کے لئے جنگل کٹوانا گناہ نہیں ہے۔ دان پنیہ اور ایشور آرادھنا سے پاپ نشٹ ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ آئندہ کے لئے ایسا پاپ نہ کیا جاوے۔ گائتری کا جاپ گنگا کے تٹ پر یا کسی مندر میں بیٹھ کر کرنے سے تمام پاپ دور ہو جاتے ہیں اور بیانہ دان کرنے والا بھی گناہوں سے رہائی حاصل کر لیتا ہے۔ شری ہری کے مندر میں جاکر درشن کرنے سے بھی پاپ دور ہوتے ہیں۔ جو جپ اور تپ کرنے والے ہیں، جن کو آتم گیان ہو چکا ہے۔ نیز جو ویدوں کا پاٹھ کرتے ہیں ان کا درشن تیرتھ کا سا درجہ رکھتا ہے۔ گرہستی کے لئے واجب ہے کہ وہ دیوتاؤں۔ رشیوں۔ مہمانوں اور بزرگوں کو بھوگ لگا کر کھائے۔ رقاص۔ بازی گر۔ مسخرے۔ شرابی۔ چور اور چغلخور کو خیرات نہ دے۔ نیز جو براہمن ودیا ہین ہے۔ بداخلاق ہے دغاباز ہے۔ اس کو دان نہیں دینا چاہیئے وہ بغیر پانی کے کنوئیں کی طرح ہے۔

جگت گورو بھگوان شنکر اچاریہ جی

اے منش! دھن کی ترشنا چھوڑ۔ سنتوش کو گرہن کر۔ استری پتر۔ دھن مکان۔ ان میں سکھ کی آشا مت کر۔ یہ تمام پدارتھ ناشوان ہیں۔ کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کا تیاگ کر۔ اور میں کون ہوں۔ اس پرکار آتما کی کھوج کر۔ آتم گیان سے رہت منش جنم مرن کے چکر سے کبھی چھوٹ نہیں سکتا۔ تجھ میں۔ مجھ میں سبھی استھانوں میں۔ تمام وستوؤں میں ایک ہی سرب ویاپک وشنو پرماتما موجود ہے۔ ایسا نشچے کر۔ یاد رکھ کہ وشنو کے سوائے اور کوئی وستو ہے ہی نہیں۔ اس لئے ابھید بدھی روپ اودیا کا تیاگ کر۔ یوگی برہم نشٹھ گوروؤں کے اپدیش انوسار بڑی ہی سادھنا سے پرانا یام اور پرتیاہار کا ابھیاس کر اور نتیہ انتیہ وستو کا نرنتر وچار کر اور جاپ سہت سمادھی کا بھی نہایت (پوری کوشش) سے سمپادن کر۔ شروتری برہم نشٹھ سد گوروؤں کے چرن کملوں کا اننیہ بھگت بن۔ بڑی ہی شردھا کے ساتھ ان کے سداپدیش گرہن کر اور شیگھر ہی اس اسار سنسار کے موہ ممتا کے بندھنوں سے مکت ہو جا۔ شواس رکھ اندریوں اور من کے سنیم سے۔ ایکاگرتا سے۔ تو اپنے ہردے میں ساکشی درشٹا روپ سے رہنے والے اس سویہ پرکاش شدھ آتما بھگوان کا ساکشات کار کرلے گا۔

مہایوگی شری اروند گھوش

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ ہندو دھرم ویدانت کے زبردست سدھانت پر مبنی ہے اور گیتا میں جس یوگ پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست سچائی ہے۔ میری ایشور سے پرارتھنا ہے۔ کہ اے پرماتما! اگر تیری ہستی ہے اگر تیرا وجود کہیں ہے۔ تو تو میرے دل کو جانتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں مکتی نہیں چاہتا۔ میں ایسی کوئی چیز نہیں مانگتا جن کی اور لوگ خواہش رکھتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ تو مجھے اس جاتی کو اس قوم کو اونچا اٹھانے کی شکتی دے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ میں اپنے دیش باسیوں کی سیوا کرنے کے لئے زندہ رہوں۔ مجھے ان سے بہت پیار ہے اور میں اپنی زندگی ان کے ارپن کرنا چاہتا ہوں۔

نہیں بہتر ریاضت کوئی بندوں کی بھلائی سے

مہاتما گاندھی

میرا روگ ابھیاس تو کیول رام نام ہے۔ یہ میری سنجیونی بوٹی ہے۔ میرے پران کا بھی پران ہے۔ اس کے بنا میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ میرے آتما کا ہی نہیں۔ بلکہ شریر کا بھی آہار ہے۔ ہمیں شریر اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے ملا ہے۔ اپنے کو پہچاننا ہی ایشور کو پہچاننا ہے۔ اس پہچان کو جس نے اپنی زندگی کا اصول بنایا ہے۔ وہ رام نام کا سمرن نہیں چھوڑ سکتا۔ دن رات رام نام کا جاپ ہونٹ ہلا کر ہی نہیں۔ بلکہ سارے شریر کو اس میں تن مے کر کے ہوتا رہے۔ ساتھ ہی پوتر۔ سدبھاو اور سوارتھ تیاگ اور سیوا پر پورا دھیان رہے۔ تو ایشور کا روپ ہونے کے لئے اس سے بہتر سادھن نہیں۔ میرا دوسرا روگ ابھیاس بھگوت گیتا کی شرن اور تلسی رامائن کا سوادھیائے ہے۔ گیتا کو میں ماتا سمجھتا ہوں۔

سوامی شواننداسرسوتی

اصل میں ایک ہی چیز ہے جس کا وجود ہے۔ صرف ایک ہی برہم یا پرماتما ہے۔ جو ست ہے۔ وہ ایک رس ہے۔ وہ شدھ چیتنیہ گیان ہے۔ گیان برہم کی صفت نہیں بلکہ اُس کا سروپ ہے۔ برہم وچار کرنے والی ہستی نہیں۔ بلکہ خود وچار ہے وہ سروگیہ نہیں بلکہ خود گیان ہے۔ وہ سروشکتیمان نہیں بلکہ خود شکتی ہے۔ وہ سب سے سندر نہیں بلکہ خود سندرتا ہے۔ وہ صفتوں یا گنوں سے بالکل مبرا ہے۔ جو بھی گن تصور کئے جا سکتے ہیں۔ وہ اس میں نہیں۔ بلکہ وہ اُن میں ہے۔

گورو ارجن

سو پنڈت جو من پربودھے　　رام نام آتم میں سودھے
رام نام سار رس پیوے　　اُس پنڈت کے اُپدیش جگ جیوے
ہری کی کتھا ہردے بساوے　　سو پنڈت پھر جونی نہ آوے
بید پران سمرتی بوجھے مول　　سوکھم میں جانے استھول
چہو ورنا[1] کو دے اُپدیش　　نانک اُس پنڈت کو سدا آدیش

[1] ورنا = چار ورن۔ براہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر۔

سوامی گوبند آنند جی

(۱) جب تک دیہہ واسنا[1] (شریر کا بناؤ سنگار) لوک واسنا[2] (لوگ خوش رہیں۔ اور مان بڑائی ہو) اور شاستر واسنا[3] (شاستروں کے زیادہ پڑھنے سننے کی خواہش) تینوں کو نہ چھوڑا جائے۔ تب تک من کا اٹھنا بند نہیں ہوتا۔

(۲) جب تک دل میں دنیا کا راگ دویش اور گذارہ کا فکر بنا ہوا ہے۔ تب تک پرماتما کی طرف پورے طور پر چت نہیں لگتا۔

(۳) جب تک دیہہ میں اہنگتا اور پدارتھوں میں اور سمبندھیوں میں ممتا بنتی ہے۔ تب تک راگ دویش اور فکر پیچھا نہیں چھوڑتے۔

(۴) جب تک وشیوں اور پدارتھوں کو ست مان کر سکھ روپ سمجھا جاتا ہے۔ تب تک ان کی خواہش کبھی دور نہیں ہوتی۔

(۵) جب پرش کے من میں دنیا اور دنیاداروں کی طرف سے مستقل اور پورا ویراگ اور پرماتما کے ملنے کا پورا پریم ہوتا ہے۔ تب ہی تھوڑی کوشش کرنے پر باقی شم دم آخری ضروری سادھن بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے انتہ کرن شدھ ہو کر پرش پورا ادھکاری بن جاتا ہے

(۶) ایسی حالت میں جب یہ ادھکاری پرش وچار کرتا ہے کہ دو پدارتھوں موجودہ یعنی درشٹا اور درش میں سے میں کیا ہوں۔ تب اُس کو ثابت ہو جاتا ہے کہ میں سب کا دیکھنے اور جاننے والا ہوں۔ اسی سبب درشٹا چیتن ہی ہوں۔ میرے سوا من بدھی سے لے کر تمام سنسار درشیہ جڑ ہے۔ لیکن یہ بات بذریعہ گورو ہی پورے طور پہ سمجھ میں آ سکتی ہے۔

(۷) تمام درشیہ جڑ ہی نہیں۔ بلکہ است بھی ہے۔ کیونکہ وچار سے اس کا وجود یعنی (ستّا) پایا نہیں جاتا اور میں ایک ہی ست ہوں جیسے تمام لہروں اور بلبلوں کا پانی ہی ستّا روپ ہوتا ہے۔

(۸) جو تمام درشیہ است جڑ ہوئی اور ایک درشٹا ہی ست اور چیتن نکلا۔ جو آپ کا اصل اپنا آپ ہے۔ تو پھر دویت کہاں رہ سکتی ہے۔

جب آپن آپ آپ پار برہم
تب موہ کہاں نس ہودت بھرم

سنت کبیر جی

سانس پھل سو ہی جانئے ہری سمرن میں جائے
اور سانس یوں ہی گئے۔ کہ کہ بہت اُپائے

گورو سیوا تے بھگت کمائی — تب ایہہ مانش دیہی پائی
اس دیہی کو سمرن دیو — سو دیہی بھج ہر کی سیو
بھجو گوبند بھول مت جاؤ — مانش جنم کا ایہی لاہو
جب لگ جرا روگ نہیں آیا — جب لگ کال گرہی نہیں کایا
جب لگ بکل بھئی نہیں بانی — تب لگ بھج من سارنگ پانی
اب نہ بھجس بھجس کب بھائی — آوے انت نہ بھجیا جائی
جو کچھ کریں سوئی اب سار — پھر پچھتاؤ نہ پاؤ پار
ایہی تیری اوسر ایہی تیری بار — گھٹ بھیتر تو دیکھ وچار
کہت کبیر جیت کے ہار — بہو بدھ کہیو پکار پکار

رام سندیش

(ہمالہ کے برفانی آسن سے)

اے خوفناک نسیان کے شکار! اپنے آپ کو مت بھولو۔ تمہیں بھڑک دار پھول توڑنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں کہیں پھول کھل رہا ہے۔ وہیں تم موجود ہو۔ تم آپ ہی بھنور ہو۔ پھول میں تمہاری ہی میٹھی سگندھی ہے۔ بادشاہ کی جھنجھناں تمہاری اپنی ہیں جس کی فریفتگیاں تمہاری اپنی ہیں۔ سونے اور ہیرے کی چمکیلی کرنیں تمہاری اپنی ہیں۔ کیوں اور کس لئے فضول خواہشات رکھتے ہو؟ سب کے ساتھ اپنی وحدت کو پہچانو! پرماتما کے ساتھ اپنی یکتائی کو محسوس کرو۔ تم وہی "کرشن دیو" ہو۔ جو ایک ہی وقت میں سینکڑوں گوپیوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملا ناچا کرتا تھا۔ سمندر میں اور شاہی محل میں۔ باغ میں اور جنگ کے میدان صحرائی میں۔ ہر ایک پرائیویٹ کمرے میں تم یکساں طور پر موجود ہو۔

رام سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی سے للکار کر کہتا ہے۔ تم جو کمزوری اور ناداری کے شاکی ہو رہے ہو، دراصل سرو شکتیمان بھگوان ہو۔ خود رام ہو۔ اپنے آپ کو اپنے خیال میں مقید مت کرو۔ جاگو جاگو، اپنی نیند اور خواب دنیا کو پرے جھاڑ پھینکو۔ تم کس لئے مصیبت اور بے کسی کے مارے رینگتے پھرتے ہو۔ جب کہ سب کچھ تم ہی تم ہو اور تمہارے سوا کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ اوہ! آتم گیان میں جاگو۔ پھر سب غم و الم کافور ہو جائیں گے۔ تم آپ سارے آنند کا سار ہو۔ ساری خوشیوں کی روح ہو۔ کون ہے جو تمہارا بال بھی بیکا کر سکے؟

رام کی خاطر اپنے آپ کو پہچانو۔ کیوں دیر لگاتے ہو، آتما کو ایسا پہچانو جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے کیا تم دن رات لگاتار گرمی اور اتھک کوشش کے ساتھ خوشی کی تلاش میں لگ کر ہمیشہ ناکام نہیں ہو رہے ہو؟ اپنے آپ کو مورکھ مت بناؤ۔ محسوسات میں آنند مت ڈھونڈو۔ اور حواس کے بہکائے ہوئے باہر کی بے سود تلاش چھوڑ دو۔

امرت کا سمندر تمہارے بھیتر موجود ہے۔ سورگ آج تمہارے اندر ہے۔ تم تو امرت کے امرت ہو۔ اپنے من اور جگت کو پرماتما کے انوبھو میں گلا دو۔ ذرا اپنی ننھی خودیوں کو آنند بھری دیوانگی کے حوالے کر دو۔ میرے عزیزو، تم اس فانی جسم کے لئے کیوں اتنے فکر مند ہوتے ہو۔ اس آتم وستو (جسم) کے متعلق ایک بار بھی نہ سوچو کہ اس کا کیا حال ہو گا۔ رشتوں کا وہم دل سے نکال دو۔ وہ آنکھیں جاتی رہیں۔ جو خدا کو نہیں دیکھتیں۔ اس دل پر تف ہے۔ جو خواہشات کی مرض میں مبتلا رہتا ہے۔ اپنی اصلی اور سچی پوزیشن کو کبھی نہ چھوڑو۔

اپنی کشتی میں صرف ایک پرماتما کو لے کر اور سب کچھ جانے دو۔ ہاں جائے کنارہ جائے۔ ننھی خودی جائے بادبان! ہاں ایشور پریم کی آندھی چلے اور انسانی ہستی کی کمزور سی کشتی کے کمزور اور سیاہ روئی کے بادبان کو بہا کر "پرماتم انوبھو" کے سمندر میں پہنچا دے۔ خوش ہے وہ جو اس سورگی مستی میں ڈوب گیا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس الٰہی دیوانگی کے نشے میں چور ہو چکا ہے۔ عابد ہے وہ جو دنیا کی طرف سے بے خبر ہو کر آتم آنند میں مگن ہو گیا ہے۔

(سوامی رام)

شراب وحدت

از قلم لالہ دریا کشن صاحب وکیل

اک ہے شرابِ وحدت پی کر کے مست ہو جا
اصلی نشہ یہی ہے باقی شراب کیا ہے

دُنیا جو رو رہی ہے رنج و محن سے عاجز
خود کردہ کی سزا ہے اس میں عتاب کیا ہے

خلقِ خدا کے بندے ہر روز مر رہے ہیں
پھر بھی یہ من دمانی اُس کا جواب کیا ہے

جب تک انانیت کی بُو ہے ذرا بھی باقی
تب تک نظر نہ آوے زیرِ نقاب کیا ہے

مکھڑا دکھانا اپنا تا کہ جگت ہو سپنا
"ہر دم کی ہمنشینی پھر یہ حجاب کیا ہے"

شکل اور نام دو میں دُنیا یہ منقسم ہے
ہے خواب کی سی حالت اِس کا حساب کیا ہے

ہر رنگ میں رنگا ہے ہر پھول میں بسا ہے
رنگِ انار کیا ہے بُوئے گلاب کیا ہے

معلوم و علم و عالم سب ایک ہی تو ہے وُہ
ذاتِ احد ہے قائم بس اور حباب کیا ہے

ویراگ بھی بڑھے گا گھر بار بھی چھُٹے گا
سب رفتہ رفتہ ہوگا اس میں شتاب کیا ہے

گیتا کو پڑھتے رہنا وردِ زباں بھی کرنا
وہ گیان کی ہے کنجی فصل اور باب کیا ہے

گرو کی دیا سے ہوگا تجھ کو یقین واثق
جب تک یقیں نہ ہووے وید اور کتاب کیا ہے

مہاتما گاندھی کے زرین خیالات

سچ کی پوجا

میں اس پرماتما کی پوجا کرتا ہوں۔ جو لاکھوں بے زبان لوگوں کے دلوں میں رہتا ہے۔ خواہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس نہ کرتے ہوں۔ لیکن میں ضرور کرتا ہوں۔ اور میں ان لاکھوں انسانوں کی خدمت سے پرماتما جو سچ ہے کی پوجا کرتا ہوں۔

ایشور کی ہستی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ ساری دنیا ہی اس کی ہستی سے انکار کرتی ہو۔ اسی طرح خواہ عوام سچ کے وجود سے انکار کرتے ہوں۔ سچ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ سچ اپنے ہی سہارے کھڑا رہتا ہے۔ سچ کی تلاش ہی ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیئے۔ ہماری تمام سرگرمیاں سچ پر ہی مرکوز ہونی چاہئیں۔ سچ ہی ہماری زندگی کا دار و مدار ہونا چاہیئے۔ سچ کے بغیر ہماری زندگی کا کوئی فائدہ یا اصول کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ایشور سچ ہے یا سچ ہی ایشور ہے۔ سچ یعنی ایشور کی مدد سے ہم دنیا کے تمام مسائل اچھی طرح سلجھا سکتے ہیں۔

بھگت کی تعریف

جو کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ جو دوسروں کو فیض پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو خود غرض نہیں ہے۔ جو اپنی بڑائی نہیں کرتا۔ جسے سکھ دکھ گرمی سردی برابر ہیں۔ جو دوسروں کے عیب معاف کر دیتا ہے۔ جو ہمیشہ صابر ہے۔ جس کے ارادے کبھی بدلتے نہیں۔ جس نے سب کچھ ایشور کے سپرد کر دیا ہے۔ جس سے لوگ گھبراتے نہیں۔ جو لوگوں سے خوف نہیں کھاتا۔ جو پاک ہے۔ جو فعل کرتا ہوا بھی فعل کے نقائص سے آزاد ہے۔ جو بھلے بُرے کا ترک کر دیتا ہے۔ جو دوست اور دشمن کو برابر سمجھتا ہے۔ جو مان اپمان کی پرواہ نہیں کرتا۔ جسے تعریف سے خوشی اور شکایت سے نفرت نہیں ہوتی۔ جو خاموش رہنا پسند کرتا ہے۔ جسے گوشہ نشینی سے محبت ہے۔ اور جسے دائمی سرور حاصل ہے۔ وہی بھگت ہے۔

ہندو دھرم

ہندو دھرم ایک زندہ دھرم ہے۔ اس میں بھرتی اور کھوٹ آتی ہی رہتی ہے۔ وہ دنیا کے اچھے اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ بنیادی طور پر وہ ایک ہی ہے۔ لیکن درخت کی طرح وہ مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ ہندو دھرم گنگا کا بہاؤ ہے۔ اصل میں وہ صاف ہے راستے میں اس پر میل چڑھتا ہے۔ پھر بھی جس طرح گنگا کا پانی ہمارے لیے ہر طرح مفید ہے۔ اسی طرح ہندو دھرم بھی ہمارے لئے فائدہ مند ہے۔ ہندو وہ ہے۔ جو ایشور میں یقین رکھتا ہے۔ آتما کے دائمی ہونے۔ مسئلہ تناسخ۔ افعال کی بندش اور نجات میں یقین رکھتا ہے۔ اور اپنی روزمرہ کی زندگی سچ اور عدم تشدد پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گائے کی حفاظت کرتا ہے اور ورن آشرم دھرم کو سمجھتا ہے۔ اور اس پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

ورن آشرم دھرم دُنیا کو ہندو دہرم کا ایک لاثانی تحفہ ہے۔ ہندو دہرم نے ہمیں خوف سے آزاد کر دیا ہے۔ اگر ہندو دہرم میرے سہارے کو نہ آتا۔ تو میرے لئے خودکشی کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ میں ہندو اس لئے ہوں کہ ہندو دہرم ہی وُہ چیز ہے جو دُنیا کو زندہ رہنے کے لائق بناتا ہے۔

بھگوت گیتا اور تلسی رامائن سے مجھے بڑی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ میرے دل پر ان دو کتابوں کی گہری چھاپ ہے۔

میں اپنے آپ کو سناتنی ہندو کیوں کہتا ہوں

(۱) میں ویدوں۔ اُپنشدوں۔ پرانوں اور دُوسرے ہندو گرنتھوں میں یقین رکھتا ہوں۔ میں اوتار فلاسفی اور مسئلہ تناسخ میں بھی اعتقاد رکھتا ہُوں۔ (۲) میں ورن آشرم دہرم کو خالص ویدک طریقہ سے مانتا ہوں۔ لیکن میں آج کل کے روایتی اور ادھورے ورن آشرم دہرم کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ (۳) آج کل جس طریقہ سے گائے کی حفاظت کی جاتی ہے میں اس سے کہیں زیادہ اچھے طریقے سے گائے کی حفاظت کرنے میں یقین رکھتا ہُوں۔ گائے کی حفاظت ہندو دہرم کا ایک مرکزی اصول ہے۔ گائے کی حفاظت میرے نزدیک تمام بنی نوع انسان بلکہ تمام جانداروں کی حفاظت ہے۔ گائے کی حفاظت ہندو دہرم کی طرف سے دنیا کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ جب تک ہندو گائے کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ ہندو دہرم زندہ رہے گا۔ (۴) میں مورتی پوجا کے خلاف نہیں ہُوں۔

ہندو دہرم ایک پرانا دہرم ہے اور اس میں دنیا بھر کے دھرم سما سکتے ہیں۔ ہندو دہرم میں دنیا کے بڑے بڑے اولیاؤں اور پیغمبروں کی جگہ ہے۔ یہ کوئی تبلیغی مذہب نہیں ہے۔ اگرچہ اس میں بڑی بڑی قومیں جذب ہو گئی ہیں لیکن یہ کسی تبلیغ کا اثر نہیں۔ بلکہ یہ ایک ہندو دہرم کی خاصیت ہے۔ ہندو دہرم ہر ایک کو اپنے دہرم یا عقیدہ کے مطابق خدا کی پرستش سکھلاتا ہے۔ اس لئے اس کے اندر سب مذہبوں کے تئیں رواداری اور یگانگت کا ہونا ضروری ہے۔

جس طرح چھوت چھات ہندو دہرم کے ماتھے پر ایک بدنما دھبہ ہے اسی طرح جانوروں کی قربانی بھی ایک لعنت ہے۔ میری نظر میں کالی دیوی پر بکروں کی قربانی ایک غیر مذہبی فعل ہے۔ اور میں اُسے ہندو دہرم کا حصہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی زمانے میں جانوروں کی قربانی کا رواج تھا۔ لیکن میں اسے دھرم خیال نہیں کرتا اور یہ ہندو دہرم کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔

زندگی کا مقصد

زندگی کا ایک مقصد ہے اور وہ ہے اپنے پیدا کرنے والے سے روحانی تعلق پیدا کرنا یا اُس کے لئے کوشش کرنا۔ اپنی کمزوریاں یا خامیوں کے سبب ہمیں اس معیار سے نیچے نہیں گرنا چاہیئے۔ مجھ میں کمزوریاں یا خامیاں دونوں ہی ہیں۔ مجھے ان کا دکھ بھی ہے۔ لیکن میں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ پرارتھنا سے کام لیتا ہُوں اور مجھے یہ اپدیش گیتا سے ملا ہے۔

رام نام کا اثر

آپ کے لئے میرے لئے اور جو ہمیں اُن سب کے لئے رام نام تو رام بان دوا ہے۔ رام نام پاکیزہ اور صحت ور انسان کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے جیسے پاپی اور بیمار لوگوں کے لئے ہے۔ اس لئے کوئی پھل ملے یا نہ ملے "رام نام" کی رٹ تو لگی ہی رہنی چاہیئے۔ اگر رام نام کی یاد سچے دل سے کی جائے تو اس سے ضرور ہی روحانی سرور حاصل ہوتا ہے۔

رگھو پتی راگھو راجہ رام۔ پتت پاون سیتا رام

سابرمتی کا سادھو

ہزار انجمِ درخشاں بکھیر کر تُو نے
شبِ سیہ کو کیا مطلعِ سحر تُو نے

سحر تھی نور سے خالی تو شب تھی بے انجم
شب و سحر کو بنایا شب و سحر تُو نے

ہر اک شعاع تھی جس کی اسیرِ تاریکی
سنائی رات کو اس صبح کی خبر تُو نے

دلِ خواص کو تُو نے غمِ عوام دیا
عطا عوام کو کی چشمِ حق نگر تُو نے

فغانِ نیم شبی کو نئی تڑپ بخشی
دُعا کی بے اثری کو دیا اثر تُو نے

نزاکتِ گُل و لالہ کو دی صلابتِ برق
مزاجِ کاہ کو بخشا دمِ شرر تُو نے

جو اپنی قوتِ پرواز بھول بیٹھے تھے
لگا دیا انہیں فردوس میں بال و پر تُو نے

جو کانپتے تھے ممولوں کے چہچہانے سے
عطا کیا انہیں شاہین کا جگر تُو نے

جو خشت و سنگ کا اک ڈھیر تھے تباہ و سیاہ
اگا دیے انہیں کھنڈروں میں بام و در تُو نے

نہ موج ہی کو چھُوا اور نہ سبزہ و گل کو
کچھ اس طرح کیے آزاد بحر و بر تُو نے

بہار کو شفقی کر دیا لہو نے ترے
چمن کی خاک کو بخشا لباسِ زر تُو نے

دلِ زمانہ دمکتا رہے گا صدیوں تک
لہو سے ثبت کیا نقش کالحجر تُو نے

ساغر نظامی

شریمد بھگوت گیتا اور بھگتی

از قلم مہاتما دولت رام جی

منشیہ جیون کا لکش باقی تمام پرانیوں کے جیون کے لکش سے بالکل وِلکشن ہے۔ تمام سرشٹی یعنی کائنات اسی کی سیوا کے لیے تیم پشو انیک روپوں میں پرگٹ ہو کر آگئی، داپو جل بجلی بھومی اور ان کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہے۔ اور ہر کشن ہاتھ باندھے غلام کی طرح سیوا میں لگی ہوتی ہے۔ پشو پکشی کیٹ پتنگ ہر چرند پرند اسی کی سیوا میں اپنا جیون سپھل مانتے ہیں ــــ مگر یہ حضرت آدم خود بھی اس سرب شکتی مان پرماتما کی اننیہ بھگتی اور اس کے دوارا اس کی معرفت یعنی برہم ساکھشاتکار کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس کی پہچان اپنی اصل کی پہچان ہے۔ سے خود شناسی خدا شناسی۔

آؤ اب ذرا غور کریں۔ کہ جہاں اس منشیہ کے لئے اتنا کچھ پربھو نے بنا دیا ہے۔ اُس نے اس کو اپنی پہچان کے لئے کونسے سادھن مہیا کئے۔ وید شاستر (شرتی سمرتی) کے علاوہ ویدانگ اور پوران آدی جن مہان آتماؤں کے دوارہ ظہور میں آئے۔ وہ خود اسی میں محو اسی میں تن مے [illegible] اسی میں سماہت ہو کر اسی کا سروپ ہوئے ہوئے بیرونی جگت دیہہ اور اس کے سمبندھیوں اور اس کی ضروریات اور پرکشش وشیوں سے بالکل ہٹ کر انتر واہیہ تیاگ میں پروِرت ہو کر محض آتماکار یا برہماکار ورتی میں لین ہوئے ہوئے اپنے پرم اکھنڈ آتم سروپ کے ساتھ یکجان ابھید اور تدروپ ہوئے ہوئے اس کی معرفت بھرے شرتی کے منتروں کی معنوی حالت کے حظ سے محظوظ ہوئے سرب شکتی سمپن ہوئے ہوئے ویدمنتروں کے درشٹا یعنی رشی کہلائے۔ یہی وہ رشی ہیں جن پر سب سے پہلے شرتی کے منتروں کا سرشٹی کے آرنبھ میں ظہور ہوا۔ اور ان کے دوارا پرمپرا سے اب تک وہ گیان درشن گرنتھوں انیک پرکرن گرنتھوں ویدبھاشیوں ٹیکا دیپکا کاریکا اور ونی آدی کے روپ میں ظاہر ہوتے آئے۔ لیکن جہاں یہ سب گرنتھ کار ہمارے لئے اتنا پرشرم کر گئے کہ حقیقی معرفت کا خزانہ ہمارے لئے مہیا واضح سرل سے سرل طریقہ سے ہماری بدھی کی مندتا کا خیال کرتے ہوئے بنا کر چھوڑ گئے۔ اتنے وستار سے کہنے کے ساتھ ساتھ سوتروں کی لامثال مختصر شکل میں بھی بنا کر کوزہ میں سمندر کو بند کر دیا۔ اور ان سوتروں پر شنکراچاریہ جیسے مہان ودوانوں نے بھاشیہ مع دلیل اور پرمان لکھ کر اسے واضح کیا۔ اور ان پر انیک سنسکرت ٹیکا کرنے ٹیکا کاروں نے سنسکرت بھاشا کو چار چاند لگا دیئے۔ اتنا ہی نہیں چھوٹے سے چھوٹے پرکرن گرنتھوں کو لکھ کر ہماری فہمید کے مطابق مضمون کو قلمبند کیا۔ تاکہ یہ روشنی کی مشعل ہمیشہ روشن رہے۔ پرانوں کی دلچسپ کہانیوں کی شکل میں مہابھارت کے بیاس میں اور ویدانت درشن (اُتر میمانسا) اور پاتنجل سوتروں یوگ بھاشیہ کی شکل میں جتنے کہ ہر ممکن طریقہ سے ہم سے لوگوں کے لئے ویاس بھگوان نے اپنی ساری دیہہ گو آیو کو لگا کر ہمارے لیے پرمارتھ کا لا بیٹا ناڈس تیار کیا جس کا پرکاش کبھی بجھنے والا نہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ شنکراچاریہ رامانج آدی مہان آچاریوں نے ان پر اپنے بھاشیہ لکھ کر دقیق معاملہ کو سلجھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی۔ اور آج بھی تمام دنیا کے خاص کر یورپ اور امریکہ کے ودوان اس شنکر فلاسفی کے آگے سر خم کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور اس کا انوبھو حاصل کرنے کے لئے ہمالیہ کی گودی میں

گنگا کے تٹ پر ایکانت گپھاؤں میں بیٹھ کر ان کا چنتن کر کے اپنا جیون سپھل کرتے ہیں۔

ان سب جہانو بھاوں کے سلسلہ کو دوامی شکل بخشنے کے لئے سوائے بھگوان کے اور کون جگت کا کلیان کرنے کے لئے اپنی کرپا درشٹا اپنے اس منشیہ کے اُدھار کے لئے کر سکتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں انہوں نے اپنے سری مکھ سے سوئم گیتا کا اپدیش اپنے پریہ بھگت ارجن کو سنایا۔ اور یہیں اس ذہنیت جبکہ وہ اپنے کرتویہ پالن میں اناتم سریروں اور سمبندھیوں کے موہ سے گرہست ہوا ہوا اپدیش پالن کے لئے جگت گورو سری کرشن کو اپنے سریر اور بدھی اور باہری رتھ کے گھوڑے ہانکنے کے لئے اپنی اپوگیتا دیکھ کر سب کچھ ان کے حوالے کر چکا تھا۔

یہ بھگوت گیتا سرب شاستر مئی ہونے کے علاوہ سرب اپنشدوں کا سار روپ دودھ ہے۔ اور ان گائے روپ اپنشدوں کا دودھ پینے والا اور ہمیں پلانے والا بچھڑا ارجن ہے۔ اس کے دوہنے والے سری کرشن روپ گوالا ہیں اور اس کا سار روپ امرت کا پان کرنے والا پرھمیان ہنگیاسو ہے۔ اس گیتا میں کرم اُپاسنا اور گیان تینوں سادھنوں کا ایسے کرم ہے کہ پہلے چھ ادھیائے میں کرم کرنے کا سندر ڈھنگ بتلایا ہے۔ مگر گیان جس کو گیتا نے "ترتی شوک آتم وت" (گیان وان سب شوکوں سے تر جاتا ہے) اور اس کے لئے اندر باہر ایک اپنا آتم سروپ ہی سب میں انوبھو ہوتا ہے۔ جس سے اس کو سادھن کی تکمیل ہو کر جنم مرن کے آواگون چکر سے سدا کے لئے نورتی ہو کر پرم سروپ سے سدا کے لئے استھتی ہوتی ہے۔ اس گیان کے لئے نہ صرف نشکام کرم اور ریتہ اہنکار نا ہی کی ضرورت ہے۔ بلکہ چت کے سمادھان یعنی پرم ایکاگرتا یعنی واسنا کھشوبھا سے رہت ہونے کی بھی پرم آوشکتا ہے۔ اسی کے لئے دوسرے شٹک یعنی ساتویں سے بارھویں ادھیائے تک سری بھگوان نے اپنے واستو سروپ اور اس کی اننیہ بھگتی کا پرکار اور ودھی بتلائی ہے۔ اور اس طرح مل اور وکھشیپ دوش دور ہونے کے بعد ہی گیان کا ادھیکاری ہو جانے پر تیرھویں ادھیائے میں شدھ تتو بودھ کا نروپن کیا ہے۔ اور ساتھ ہی گیان کے انترنگ سادھنوں کو بھی ورنن کیا ہے۔ اور بعد میں گنوں کا وبھاگ دکھلا کر ترگناتیت ہونے کے انتر اپیہ اپائے بتلائے ہیں۔ اور انت میں پرشوتم یوگ میں برہماتما کی ایکتا کا سندر ورنن کیا ہے۔ اور آخری ادھیاؤں میں سریر اور من کی شدھی اور آہار وہار کی شدھی پر زور دیکر انت کے اٹھارھویں ادھیائے میں تمام گیتا کا سار کرم اُپاسنا اور گیان کا سنکشیپ ورنن کیا ہے۔ جو کہ دوسرے ادھیائے میں ابھیہم کر کے یہاں آپ سنگھار روپ سے ضروری تھا۔ اور سب کا سار اپنے ایک شدھ سروپ میں اننیہ بھاؤ سے اپنی پرچھنتا یعنی جیو بھاؤ اور اس کے دھرموں کو بھاؤ دیتے پاپورن روپ سے لین کر دینے کا اپدیش کیا ہے۔ جس کا پھل ایک بار پھر دوسرے ادھیائے میں اُٹھائے گئے .... अशोच्यान .... اس شلوک میں شوک رہت تتو میں شوک نہ کرنے کا جو سنکیت کیا تھا یہاں آکر آگیا روپ سے پھر کہہ دیا ہے۔ 'माशुच' (یعنی شوک نہ کر) اور ارجن نے بھی انت میں اپنی کرت کرتیتا پرگٹ کر دی ہے۔ اور سنجے نے صاف شبدوں میں نیمود دھرم پراتن پرش کی سروتھا دیجے ہونے کی گھوشنا کی ہے۔

ایسی استھتی میں یہ وچار نیہ ہے کہ کرم اور گیان کانڈ کے بیچ میں اپاسنا کانڈ کو رکھنے کا خاص پریوجن کیا ہے۔ سو اس کے لئے ہم سری مدھوسودن سوامی کے ہی چند شلوک یہاں پیش کرتے ہیں۔

(۱) सच्चिदानन्द रूपं तत्पूर्णं विष्णो परमं पदम् ।
यत्प्राप्तये समारब्धा वेदा काण्डत्रयात्मका ॥

(۲) कर्मोपास्ति तथा ज्ञानमिति काण्डत्रयं क्रमात् ।
तद्रूपाष्टाध्यायै गीता काण्डत्रयात्मिका ॥

(3) — एकमेकेन षट्केन काण्डमत्रोपलक्ष्यते ।
कर्मनिष्ठाज्ञाननिष्ठे कथ्येते प्रथमान्त्ययोः ॥

(४) — यतः समुच्चयो नास्ति तयोरति विरोधतः ।
भगवद्भक्तिनिष्ठा तु मध्यमे परिकीर्तिता ॥

(5) उभयानुगता साहि सर्वविघ्नापनोदिनी ।
कर्ममिश्रा च शुद्धा च ज्ञानमिश्रा च सा त्रिधा ॥

ارتھ: —(۱) جو ست چت آنند پورن سوروپ ہے۔ وہی وشنو کا پرم پد ہے۔ اس کی پراپتی کے لیے ہی تین کانڈ والے وید کا آرمبھ ہے۔

(۲) یہ تین کانڈ کرم اپاسنا اور گیان ہیں جن کی ترتیب یعنی سلسلہ اسی ورنن کے انوسار یعنی پہلے کرم پھر اپاسنا اور پھر گیان ہے۔ اسی پرکار یہ بھگوت گیتا بھی تین کانڈ والی ہی ہے۔

(۳) ہر شٹک سے بالترتیب ایک ایک کانڈ کہا گیا ہے۔ پہلے میں کرم اور پچھلے میں گیان کا ورنن ہے۔

(۴) کرم اور گیان کا آپس میں ورودھ ہونے سے چونکہ سمچے نہیں ہو سکتا اسی لیے بھگونت بھگتی ان دونوں کے مدھیہ میں گان کی گئی ہے۔

(۵) وہ بھگوت بھگتی کرم اور گیان دونوں سے یکت اور دکھوں کا ناش کرنے والی ہے اور یہ تین پرکار کی ہے۔ (۱) کرم مشرت بھگتی۔ (۲) گیان کا سادھن روپ۔ شدھ بھگتی اور (۳) گیان مشرت بھگتی۔

پرتھم شٹک یعنی گیتا کے پہلے چھ ادھیاؤں میں کرم (نشکام کرم اور اہنکار رہت کرم) کا نروپن کر کے آتما کے ساتھ ملن اپادھی استھول سوکشم شریر کی واستاوں اور خودی کی ہے۔ جس کا اصول ہیتواو: یا دو روپ کارن شریر ہے۔ اس کا نوارن کر کے آتما کے سدھ سروپ ارتھات توم پد کا لکشیہ نروپن کیا ہے۔

دوسرے شٹک میں یعنی ساتویں سے بارھویں ادھیائے تک بھگونت بھگتی کی چھٹے میں نشتھا یوگ آدی ساتویں میں پرکرتی اور اپرا پرکرتی آٹھویں میں اکشر برہم یوگ نویں میں راج ودیا دوارا گیانی کی گئی کا نروپن ہوا۔ دسویں ادھیائے میں تنت پرارتھ کے واچیہ ایشور کی بھوتیوں کا گیان اور گیارھویں میں اپنے وراٹ سروپ کا بودھ اور بارھویں میں سگن اور نرگن کے بھید کو جاننے کی اچھا والے ارجن کو اس کے ادھیکار کے انوسار سگن کا سروپ کا بودھ کرایا۔ اس طرح وستار پوروک شدھ بھگتی کا نروپن اس دوسرے شٹک میں کرایا گیا۔

تیسرے شٹک میں تیرھویں ادھیائے سے لیکر اٹھارھویں پریت توم اور تت کے شدھ ارتھ یعنی لکشیہ ارتھ کی ایکتا کو وستار پوروک نروپن کیا۔ اس طرح یہاں بھی گیان مشرت بھگتی یعنی ابھید بھگتی کا نروپن بہت بھلی پرکار سے کیا گیا اور وید کے تینوں کانڈوں کرم اپاسنا گیان کا پرسپر سمبندھ بتلا کر گیتا کو سماپت کیا۔

مختصراً اوپر کی گئی ساری بحث کا لب و لباب یہ ہے۔ کہ نشکام کرم اور شدھ کرم کے تیاگ پوروک نشکام کرم یعنی ورن آشرم دھرم کو ایشور ارپن بدھی سے کرنا مناسب اور ضروری ہے۔ اور یہ سب سے ضروری ہے کہ بھگوان کے نام کا جپ اور استتی آدی کو بھی نہ تیاگے۔ بلکہ نشکام بھاؤ سے انہیں کرتا ہی رہے۔ اسی سے چت کے پاپ نشٹ ہو کر وویک کی یوگتا پیدا ہوتی ہے۔ اور اس وویک کا مطلب ہے کہ نتیہ اور انتیہ وستو میں تمیز پیدا ہونا۔ اس کے ہونے پر ہی انتیہ سنسار سے ویراگیہ اور نتیہ ایشور سروپ سے سچی پریتی پیدا ہو۔ ایسی درڑھتا سے شم دم آپرتی تتکشا سمادھانتا اور شردھا ہو کر واستوک

سنیاس کا پاتر ہو سکے گا۔ اور سرو سنسار کے انترک سنیاس ہونے سے ہی سچی موکش اچھا جاگرت ہوگی اور گرو روشرو تری برہم نشٹھی کی سرن میں جا کر اپنے موکش کے لئے پرارتھنا کرے گا۔ اور گرو دو بو برہم اور آتما کے بارے میں سنشے اور وپرجے کو کاٹنے والے مہاواکیہ اپدیش کو کریں گے۔ اس میں ہی سار سے ویدانت شاستر کی سپھلتا ہے اور یوگ شاستر کی سپھلتا اسی ویدانت اپدیش کو درڑھ کرنے کے لئے ندھیاسن کرانے میں ہے جس کے بل سے ویہ بیت بھاونا کی نورتی سنبھو ہے اور اسی سے ویدانت کے مہاواکیہ دوارا آتم بودھ ہو کر جیون کی سپھلتا ہوتی ہے۔

یہی آتم بودھ ہے جس کے پا لینے سے سب پرانی ماتر میں سم بھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ برہم جیو اور جگت میں بھید کرنے والی اپادھی کھشین ہو جاتی ہے۔ واستوک ابھید کا ساکھشات کار ہوتا ہے۔ اور یہ ہی پرابھگتی ہے۔ اس کے سادھن روپ سے سگن اور نرگن روپ سے بھگتی کا ندین پورو میں کہا گیا۔ جس کو پانے اور ادھیکاری بنانے کے لئے کرم کا ادھیکار صفائی قلب کی خاطر شروع میں قبول کرنا لازم ٹھہرایا گیا تھا۔ یوں تمام کرم اُپاسنا اور گیان ایک ہی منزل کو پہنچانے کے لئے درجہ بدرجہ پرگٹ ہو کر برہم کلیان کے ہیتو ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اکٹھے ان تینوں کا انوشٹھان کبھی بھی ممکن نہیں۔

ہوتا ہے وہ راہ درماں ہے آزوال زہب
پانے کے لئے ڈھنگ بتاتا ہے یہی نہی
لیکن ہے سے اُسے پانے کا سب کا طریق
جب کہ نہیں اس کو پاتا ہے وہی

زندگی روپ ہے جیون ہی ہو کہ بھٹکی نیند کا خواب
ہے یہ کہ جیسے ہو کوئی صبح کا خواب
دولت کی حقیقت بھی ہے ڈھلتی چھاؤں
سرمایہ پہ نازاں ہیں کہ تو ہو جیسے حباب

"روحانی کہانیاں" چہل درویش کی دوسری جلد

ہندو فلسفہ کی باریکیوں کو سمجھنے کے لئے بہت غور و فکر کرنے والی طبیعت چاہیے جو مضمون کی گہرائی میں پہنچ کر سبق حاصل کر سکے۔ اور اس پر عمل کر سکے۔ ایسی طبیعت عام آدمیوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ ہاں ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ راگ دویش وغیرہ بُری چیزیں ہیں۔ دُنیا سے موہ، ہر دلکش چیز کا لوبھ، انسان میں خودی کا مادہ وغیرہ سب ایسی چیزیں ہیں۔ جو آدمی کو کاموں میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ دنیا کے کام کبھی ختم نہیں ہوتے اور مرتے دم آدمی کو مایوسی اور حسرت کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ جس کے سبب اس کو من کی شانتی نہیں ملتی۔ اور اگلے جنم میں وہ پھر اسی دنیا میں آ گرتا ہے

فہر صاحب کا نام ہندو فلسفہ اور ویدانت کی دُنیا میں چاند سا چمکتا ہے۔ جس کے نور اور شعاعوں میں من کی شانتی کا پیغام ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مندرجہ بالا بُری چیزوں سے نجات حاصل کرنے کے عمل طریقے بتائے ہیں۔ جو نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ اتنی دلچسپ اور عام فہم کہانیاں اور اس پر سلیس اور پُر اثر اندازِ بیان داد دینے کے قابل ہے۔ قیمت مجلد ۳/۵۰ روپے۔ صفحات ۲۵۶ مع تصویر مصنف

ملنے کا پتہ

رسالہ "اوم" اجمیری گیٹ دہلی

گورو چرنوں میں

از- سوامی پری پورنانند جی پورن رشی کیش

محفل میں تیری پھر سے دیوانے آ گئے ہیں
عاشق نہ عشق کے یہ افسانے آ گئے ہیں

دردِ جگر کے ان کا یہ آفتاب ہے شعلہ
دیدار کی مشعل سے بھڑکانے آ گئے ہیں

اے شمع روئے ساقی یہ تو حسن پہ تیرے
ہستی جلانے اپنی پروانے آ گئے ہیں

سوزِ ہجر سے تپ کر حالت ہوئی جو دل کی
دردِ جگر کے پھپھولے دکھلانے آ گئے ہیں

بیمارِ عشق کے یہ دیدار کا جو درماں
حاذق حکیم سے اب کروانے آ گئے ہیں

چارہ نہیں ہے سوجھا جز اسکے اور کوئی
آنکھوں میں خاکِ پا بہت ڈلوانے آ گئے ہیں

قدموں پہ تیرے صدقے کئی پا گئے شفا ہیں
بند موتیا کی آنکھیں بنوانے آ گئے ہیں

وحدت کی مے کا جرعہ کافی نہیں ہے ساقی
خاکی بدن کی صورت پیمانے آ گئے ہیں

وحدت کے گھر کی اپنی جہالت سے بند طاقی
نظرِ کلیت سے تیری کھلوانے آ گئے ہیں

قربان تیرے ساقی سب پر فضل ہے تیرا
وحدت کی مے کے تشنالو مستانے آ گئے ہیں

اشکوں سے اپنے دھو دیں قدموں کو تیرے ساقی
یہ جسم و جان و دل کو نذرانے آ گئے ہیں

نور وز آج ہے قدسی لے روشنی کے مخزن
تاریک دل کو روشن کروانے آ گئے ہیں

وحدت کے رنگ میں خود کو رنگا ہے خوب ساقی
یہ دل کا ٹکڑا پورن رنگوانے آ گئے ہیں

گوبند لیلا

(برہم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج)

منگلا چرن — کنڈلیا چھند:- رام اننت اپار ہے تس کا تول نہ ماپ ۔ لیلا کرتا آپ ہے ۔ لیلا بھی ہے آپ
لیلا بھی ہے آپ ۔ آپ ہی دیکھن ہارا ۔ آپے قلم دوات لیکھ کاغذ بھی سارا
وشن مہیش گنیش سرستی رتی کے نام ۔ سرب روپ ہے آپ آپ ہی ایکو رام

چار پردے:- چاروں پردوں میں پھسا سارا یہ سنسار ۔ کوئی ورلا پرش ہی ان سے ہوتا پار !

پہلا پردہ

جدوں طرف پہلے پڑدے نظر ماری وچ ایس دے لکھ ہزار دیکھے ۔ دھن استری پتر دی پریت اندر دل پھنساں دے واغدار دیکھے
کئی شبد سپرش رس گندھ پھاتھے پچھے روپ دے کئی خوار دیکھے ۔ کام کرودھ موہ لوبھ ہنکار اندر کئی کوٹ مورکھ پھسنہار دیکھے
مان اور بڑائی وچ غرق کئی ۔ کئی نام اُتے حال نثار دیکھے ۔ کئی بحث مباحثے کرن پھردے ۔ کئی علم پچھے بے قرار دیکھے
کئیاں شوق مکان بنوانے دا ۔ کئی پہننے دے طلبگار دیکھے ۔ کئی بگھیاں فٹن شوقین درسن ۔ کئی گھوڑیاں اُتے اسوار دیکھے
کئی روپ ار حسن تے مست لگن ۔ کئی نار عاشق انتظار دیکھے ۔ کئی نال بیماریاں ہوئے روگی ۔ اوڑک جاوندے موت دوار دیکھے
پیالے پی غفلت عقل دور کرکے اندر ایس پردے مست وار دیکھے ۔ کئی دھرم ادھرم دی ہوش ساری ۔ ڈُبے وچ دنیا بے وچار دیکھے
موہوں منہ کھاون چوٹاں جگت اندر پھیر جاوندے دھر گنوار دیکھے ۔ اُتوں دسدے خوشی تے صحت والے ایہہ اندروں سخت بیمار دیکھے
چار دناں دی خوشی تے عیش بدلے ۔ موُرکھ جاوندے نرک دوار دیکھے ۔ وشے وش بھرے سُندر نظر آون ۔ اسدے کھان والے مرن ہار دیکھے
جیہڑے ہسدے اج سنسار اندر کل روندے اوہ زار و نزار دیکھے ۔ جاہل دُکھ پاون جیہڑی بات کولوں پھیر اوہی کردے بار بار دیکھے
اج پہن پوشاکیاں پھرن بانکے کل ہوندے سخت لاچار دیکھے ۔ نظر تلے جو کسے نہ لاوندے سن ۔ برے حال اوہ وچ دربار دیکھے
کئی لکھ امیر وزیر بھارے بادشاہ تے بڑے زردار دیکھے ۔ کوڈی اک نہ لے گیا نال کوئی جاندے جھاڑ کے کنیاں چار دیکھے
گلشن جگت وچ اللہ نظر آوے ۔ ایہہ ایس دے پھل پر خار دیکھے ۔ جناں پریت لائی انہاں گلاں اُتے بلبل وانگ کردے نالہ زار دیکھے
ایس بحر اپار سنسار اندر رُڑھدے جاوندے لکھ ہزار دیکھے ۔ پرلے پار اسدے کوئی پہنچدا اے ۔ غوطے کھاوندے بہت وچکار دیکھے
ایس جگت نوں جاننا جیلخانہ قیدی ایس اندر نر تے نار دیکھے ۔ بیڑی موہ دے نال تمام بدھے کوئی بہت تھوڑے چھٹن ہار دیکھے

کئی نر پچھے جان کرن ضائع کئی عورتاں دے ہوش گوار دیکھے - سنت کہن مردار دے وانگ دُنیا طالب ایسے سگ بیشمار دیکھے
سنت دھرم دا کرن دہار جیہڑے نالے خپ چلے دھرم اونسار دیکھے - کھان سون بولن پہنن جگت اندر رکھن سنت آہار آچار دیکھے
خواہش گورو دے ملن دی آن ہوئی جاندے مندراں ٹھاکر دوار دیکھے - پوجا پاٹھ گورو اشٹ دا پریم لگا سوئی ہوندے پڑدیوں پار دیکھے

لئے سُکھ دے نال اوہ سون کیونکر پڑدے غماں اندر جیہڑے جا بیٹھے - اونہاں دردیاں دے نین رون کیوں نہ حال اپنا جیہڑے گنوا بیٹھے
پینڈا مکسی کویں مسافراں دا جیہڑے چلنے قبل چت چا بیٹھے ! - پہنچن منزل مقصود تے اوہ کیسے چھوڑ راہ گمراہ جو آ بیٹھے
اوہ تیر وچھوڑے دے سہن کیوں نہ جیہڑے سپن وچ پار بنا بیٹھے - اونہاں تاپیاں نوں تاپن تاپ کیوں نہ تن اپنا جیہڑے تپا بیٹھے
شانتی سکھ دا لا کیسے سکھ ویکھن جیہڑے وستے والی دیں کھا بیٹھے - پچھے لگ دُنیا فانی زندگانی اُتے جنم امول گنوا بیٹھے
جُھوٹھے دھن سنبندھیاں جان سچا ست اپنا روپ بھلا بیٹھے - رنگ دویش والا تانا آپ تن کے پنچھی چت دا وچ پھسا بیٹھے
اونہاں مورکھاں ہتھ کی آئے جیہڑے لے کے کوڈیاں لعل لٹا بیٹھے - بجلی موت والی سر تے کڑک رہی نت منڈیاں کن دبا بیٹھے
ماں بچے دی کچرک خیر منگے بھل اپنی خیر منا بیٹھے - ایسا جنم فضول گنوا دتا چھری آپنے گلے چلا بیٹھے
عمر روندیاں ہوئی برباد ساری تتے دلاں نوں ہور بھی تا بیٹھے - ایسے بھلیاں ملے آرام کیونکر جیہڑے ریت دی کندھ تے جا بیٹھے
گوبند سنگھ والا سوئی سکھ ویکھن پڑدہ پاڑ جیہڑے پار آ بیٹھے

پڑدہ دوسرا

پہلے پڑدیوں نکل کے کئی سجن پڑدے دوسرے دے وچ جا بیٹھے - نال گورو اور اشٹ دی مورتی دے من اپنا خوب لگا بیٹھے
پیارے پریمیاں اک ایہہ غضب کیتا مورتی دودھ دے نال نہلا بیٹھے - بھوگ کا منا تے نالے موکھ اچھا ان ہوندڑی بات بنا بیٹھے
پریم دین تے دنی دا نہیں ہلدا ان میل دا میل ملا بیٹھے - سچ جھوٹھ دا جوڑ نہیں کدے ہوسے الٹا کھوہ دا گیڑ چلا بیٹھے
دھیان اشٹ کر جگت بھلاونا سی غلطی نال پر ہور ودھا بیٹھے - مطلب اصل نہ سمجھیا شاستر دا من اپنے نوں بھرما بیٹھے
نام روپ والا اچیت کیسے چیتن اگے مورتی صرف ٹکا بیٹھے - ایہہ تاں داؤ سی من دے مارنے دا الٹا سمجھ من ہور مچا بیٹھے
گورو اشٹ دوارا بندھن توڑنا سی ایس بات نوں منوں بھلا بیٹھے - جیسے جگت والے ساک سین ہوون گورو اشٹ بھی ساک بنا بیٹھے
وید شاستر گورو گرنتھ پڑھ کے سمجھ بوجھ جیہڑے مطلب پا بیٹھے
نام روپ سارا سوئی جان جھوٹھا پڑدے دوسرے تھیں پار آ بیٹھے

(باقی پھر)

سوامی وویکانند جی

شری شیو دیال۔ ایم۔ اے

۱۱ ستمبر ۱۸۹۳ء کی بات ہے۔ سوموار کا دن تھا۔ شکاگو میں سنسار کے سبھی مذہبوں کا سمّیلن شروع ہوا۔ برہمو سماج کی طرف سے پرتاپ چندر موزمدار سمِلت ہوئے، اور لنکا کے بودھوں کی طرف سے دھرم پال۔ گاندھی جی جینیوں کے پرتی ندھی تھے اور چکرورتی تھیوسافیکل سوسائیٹی کے۔ ان کے علاوہ ایک اور ہندو یُووک بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جو کسی خاص سمپردائے کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کا پرتی ندھی تھا۔ یہ تھے وویکانند، بنگال کے ایک یُووک، جو ان دنوں زیادہ مشہور نہیں ہوئے تھے۔ سمّیلن میں انہیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ نہ کوئی پریچے کروانے والا تھا۔ اور نہ تعریف کرنے والا۔ وہ پہلے تو چپ چاپ بیٹھے رہے، لیکن جب دیکھا کہ پچھمی راشٹروں کو ہندو سنسکرتی کا پوتر سندیش سنانے کی ضرورت ہے تو ایسا بھاشن دیا کہ دنیا کے سبھی پرتی ندھی عش عش کرنے لگے۔ ان کا بھاشن کئی گھنٹے ہوتا رہا اور سبھی لوگ بُت بن کر بیٹھے رہے۔ ایسے اکٹھ میں بھاشن دینے کا اُن کے لئے پہلا اوسر تھا۔ لیکن اس پہلے بھاشن ہی نے اُنہیں ایسی شہرت دی کہ سارے سنسار میں مشہور ہو گئے۔ پہلے تو اتنی شرم کھاتے رہے کہ سٹیج پر آکر اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ لیکن جب بھاشن دیا تو سننے والے حیران رہ گئے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ زبان ہے یا اگنی جوالا؟

سوامی وویکانند نے سیدھے سادے شبدوں میں ویاکھیان آرمبھ کرتے ہوئے کہا:۔ "امریکہ کی بہنو اور بھائیو!" ۔۔ یہ سنتے ہی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ ان کو بہنو اور بھائیو کہنے والا کون ہے ۔۔؟ یہ دیکھنے کے لئے سینکڑوں ڈیلی گیٹ اپنی اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سوامی وویکانند کو اچرج ہوا کہ کیا یہ سواگت اُن کا ہی ہے یا کسی اور کا؟!! ۔۔۔ سوامی وویکانند نے رسمی باتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسی بھاشا میں بولنا شروع کر دیا، جس کا لوگوں کو انتظار تھا۔ بھاشن شروع ہوتے ہی خاموشی چھا گئی۔ لوگ پورے دھیان کے ساتھ سننے لگے۔ سوامی جی نے اپنے بھاشن میں سنسار کے سب سے پرانے دھارمک بھنڈار وید اور اُپنشدوں میں سے پرمان دیتے ہندوتو کو سبھی مذہبوں کا جنم داتا بتایا اور کہا ۔۔ "ہمیں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنا چاہئیے۔ جہاں بھی کوئی گُن ہو، اُسے گرہن کر لینا چاہئیے۔ بھگوت گیتا میں بھگوان نے کہا ہے۔ "میرے پاس جو بھی آتا ہے، چاہے کسی شکل میں آئے۔ میں اُس کا سواگت کرتا ہوں۔ جن مارگوں پر لوگ چل رہے ہیں۔ وہ سب مجھ تک پہنچ کر ختم ہوتے ہیں"۔ کانفرنس کے دوسرے پرتی ندھی اپنے اپنے پرماتما کی تعریف کرتے تھے۔ لیکن سوامی وویکانند نے سبھی پرماتماؤں کی تعریف کی۔ آپ کے کہنے کا ارتھ یہ تھا کہ پرماتما واستو میں ایک ہی ہے۔ یہ اُن کے گورو رام کرشن پرم ہنس کا سندیش تھا۔ اسے اُن کے منہ سے سنکر لوگوں نے تالیاں بجائیں۔

اس کے بعد سوامی وویکانند نے شکاگو میں دس بارہ بھاشن دیئے، اُن میں بھی وہی زور تھا جو پہلے دن کے بھاشن میں تھا۔ آپ نے نئی نئی دلیلیں دیں، لیکن سندیش وہی تھا، جسے ہم دو شبدوں میں کہہ سکتے ہیں۔ سوامی جی پوتر دھرم کو محدود نہیں بنانا چاہتے تھے۔ اُس پر دیش یا کال کی پابندی لگانے کے حق میں نہ تھے بلکہ منش کی بھاونا کے سبھی وچاروں کو سنگھٹت کرنا چاہتے تھے۔ چاہے وہ پُراتن سدھانتوں کے ہوں، چاہے ماڈرن سائنس کے۔ دھرم کا دروازہ سبھی اچھے وچاروں کے لئے کُھلا رہنا چاہئیے۔

سوامی وویکانند کے اِن وِچاروں کا بہت بڑا اثر ہوا۔ نہ صرف دھارمک سمیلن کے اندر بلکہ باہر بھی سینکڑوں امریکن، انگریز اور جرمن ان کے چیلے بن گئے۔

سوامی جی کی شہرت پھیل جانے سے ہندوستان کو بہت لابھ ہوا۔ امریکن اخباروں نے لکھا کہ دھارمک سمیلن میں سرداری سوامی وویکانند کی تھی۔ اُن کے ویاکھیان سُننے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم بھی کتنے مُورکھ ہیں، جو گیان رکھنے والے ہندوستان کو اپنے پادری بھیجتے ہیں۔

سوامی وویکانند اَن تھک پرچارک تھے۔ وہ دن رات کام کرتے رہے کبھی بھی سمے آرام نہیں کرتے تھے۔ جہاں بھی گئے، آشرم "مٹھ" ویدانت سنستھائیں اور رام کرشن مشن کی شاکھائیں قائم کیں۔ کچھ شاخیں امریکہ میں بھی ستھاپت کیں۔

دن رات کام کرنے کے کارن صحت پر بُرا اثر پڑا۔ ۴ جولائی ۱۹۰۲ء کو بیلور مٹھ ۳۹ برس کی آیو میں آپ کا سوئرگ باش ہو گیا۔

اُن کی پستکوں سے آج بھی جیون کی بڑی بڑی شکھشائیں ملتی ہیں۔ ایک بار فرانس کے ساہتیہ کار رومین رولان نے کوی ٹیگور سے پوچھا: "ہندوستان کو میں کیسے جان سکتا ہوں"؟ ٹیگور نے جواب دیا:۔ "سوامی وویکانند سے باتیں کر لیجئے! ہمارے ہندوستان کا پتہ ان کے ساتھ بھینٹ کرنے سے چل جائے گا"۔

سوامی وویکانند نے نہ کیول پُرانے رشیوں کے آتمک سندیش کو گرہن کیا، بلکہ ماڈرن سائنس کی چھان بین بھی کی۔ آنکا رام کرشن مشن سبھی سمپرداوں میں پریم بڑھانے کا پرچار کرتا ہے۔ آپ ہندوستان کے ہر وِبھاگ میں اصلاح کرنا چاہتے تھے لیکن کسی پُرانی بنیاد کو کیول اِس لئے نشٹ نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اس پر نئی عمارت بنائی جاتی ہے۔ آپ نیا بھون پُرانی بُنیادوں پر ہی کھڑا کرنے کے حق میں تھے!

"میں نور ہوں"

نذرِ حضرت کوثری مرحوم

{ از بھاگیرتھ لال زخمی حصاری۔ حصار

خاک کے پردے میں گو مستور ہوں — "نور ہوں میں نور ہوں، میں نور ہوں!"
اصل میں ہوں اپنی ہستی کے قریں ! — میں بظاہر خود سے کوسوں دور ہوں
ہوں فریبِ طالبِ نظارہ میں — ورنہ میں جلوہ ہوں میں ہی طور ہوں
میرا ہی پرتو ہے گو ہر چیز میں — میں ہی پنہاں در شبِ دیجور ہوں
محفلِ ساقی میں ہوں سرمست میں — میں ہوں بادہ اور میں انگور ہوں
میں ہی ہوں اِک کارسازِ دو جہاں — میں ہی اِک ناچار ہوں مجبور ہوں
میرا ہی سر خم ہے پائے دوست پہ — میں ہی گویا سرکش و مغرور ہوں

میرے ہی دم سے ہے دورِ انبساط !
میں ہی زخمی دہر میں رنجور ہوں !!

شری نوبت رائے شوخ

بزمِ تصوّر

بن رہا ہے کس کا فرشِ راہ دامانِ خیال؟ / آ رہا ہے کون بزمِ دل میں مردِ باکمال؟
ہو رہا ہے بارشِ اجلال سے کس کا نزول؟ / رونمائی سے تجلّی پاش ہے کس کا جلال؟
انجمن آرا میری بزمِ تصوّر میں ہے کون ؟ / ہو رہے ہیں حاضریں تقریر سے کس کی نہال؟
فلسفہ سر در گریباں منطقِ مغرب کا ہے / ناخنِ ادراکِ مشرق کی ہے چٹکی گوشمال
کون حق گوئی سے اپنی قاطعِ برہان ہے؟ / ناطقہ پاتی ہے بند اپنا زبانِ قیل و قال
کس نے دی ہے چشمِ باطن کو نگاہِ حق شناس؟ / کون ہے یہ کاشفِ اسرار مردِ پُر جلال؟
تشنگانِ حق کا ذوقِ آگہی سیراب ہے / چشمۂ رحمت بنا ہے کون یہ شیریں مقال؟
چشمِ بینا کو دکھایا ہے یہ کس نے راستہ؟ / چل کے جس پر شاد ہو جاتا ہے ہر آشفتہ حال
کون دے کر دعوتِ عشقِ حقیقی خلق کو ؟ / جذبِ کامل سے دلاتا ہے کمالِ لازوال
عام فہم الفاظ ہیں ویدانت کی تعلیم سے / کر دیا پیشِ نظر کس نے معانی کا جمال
یہ وویکانند شیرِ بیشۂ توحید ہے / غرّۂ باطل ہوا جس کی گرج سے پائمال

خطّۂ بنگال روحِ ہند اس ہستی سے ہے
ہند رفعت سے بنا ہے شوخ خود اپنی مثال

آتم بل

لالہ کانشی رام جی چاولہ لدھیانہ

سنسار میں جتنے کام ہیں، وہ بل کے آدھار پر چلتے ہیں۔ حتےٰ کہ بھگوان بھی اس سرشٹی کو اسی لئے چلا سکتے ہیں کہ وہ بلوان ہیں۔ ہمارا روز کا مشاہدہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ دُنیا میں وہی انسان فتحیاب ہوتے ہیں۔ کامیابی اُنہیں کے پاؤں چومتی ہے، جو بل دھاری ہیں۔ عزت بھی وہی پاتے ہیں اور شان بھی اُنہی کی ہوتی ہے، جن کے اندر بل ہے۔ نربل انسان کوڑی کے مول کا بھی نہیں ہوتا۔ وہ ہر جگہ اپمانت ہوتا ہے۔ کوئی اُس کی بات تک نہیں پوچھتا۔ جس طرح یہ اصول انسانوں پر حاوی ہے، اُسی طرح یہ قوموں پر لاگو ہوتا ہے۔ جو قوم بل اور شکتی کی پوجا چھوڑ دیتی ہے یعنی بل حاصل کرنے کی طرف سے غفلت دکھاتی ہے اور دُوسروں کے بل کے سہارے جینا چاہتی ہے، وہ بہت دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی۔ بل کے ہونے سے ہی قومیں اُبھرتی ہیں۔ بنتی ہیں اور ترقی پاتی ہیں۔

بل کئی قسم کے ہیں۔ لیکن بل کسی بھی قسم کا ہو، انسان کے لئے لابھ کاری ہوتا ہے۔ پہلی قسم کا بل "باہو بل" ہے۔ جس آدمی کے بازوؤں میں طاقت ہے یعنی جو شاریرک بل کا سوامی ہے۔ وہ دُنیا میں اکڑ کر چل سکتا ہے۔ لوگ اُس کا سامنا کرنے سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ اپنے باہو بل کی مدد سے اپنے بہت سے کام نکال لیتا ہے۔ جدھر جاتا ہے، لوگوں کی آنکھیں اُس کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ اور تو اور اس کی تصویر کو دیکھنے کے لئے بھی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ لودھیانہ میں کئی ملکوں کے بہت سے پہلوان کُشتی کا ہنر دکھانے کے لئے آئے تھے۔ جن ہوٹلوں میں وہ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں لوگ سینکڑوں کی تعداد میں اُن کو دیکھنے جاتے تھے۔ مشتہری کے لئے اُن کی آدم قد تصویریں جب بازار میں سے گذاری جاتی تھیں، تو اُن کے گرد دیکھنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ کیوں؟ اِسی لئے کہ قدر اور عزت بل کی ہی ہوتی ہے۔ اور بل ہی دُنیا میں پوجا جاتا ہے۔ نربل کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُسے کوئی دیکھنا چاہتا ہی نہیں۔

دُوسری قسم کا بل "جن بل" ہے۔ جس آدمی کے بہت بھائی بند ہیں۔ بہت سے مددگار ہیں۔ وہ بھی دُنیا میں بے خوفی سے سر اُونچا کر کے چلتا ہے۔ جس قوم کے لوگ اپنا "جن بل" بڑھاتے ہیں۔ یعنی اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا کر متحد ہو کر رہتے ہیں۔ باہمی اتفاق رکھتے ہیں۔ آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔ کینہ۔ عداوت اور حسد سے دُور رہ کر ایک ہی قومی نقطۂ نگاہ کو پیش نظر رکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ وہ قوم لازمی طور پر دُنیا میں سرفراز ہوتی ہے۔ کل کی بات ہے کہ افیم کے نشہ میں سُستی سے اور کاہلی سے پڑے رہنے والے چینی لوگ نہ تین میں تھے اور نہ تیرہ میں۔ لیکن آج وہی لوگ امریکہ جیسے طاقتور ملک کے ہوا بازوں کو قید کر سکتے ہیں۔ اور سارے یورپ کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کیوں؟ — اسی لئے کہ انہوں نے جن بل پیدا کر لیا ہے۔ اِدھر اپنے ملک کی طرف دیکھیں تو ہندوستان کسی لحاظ سے بھی چین سے پیچھے نہیں۔ لیکن پھر بھی یہ اپنی گرج نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اس کا جن بل کمزور ہے یہاں پر ہر ایک اپنی علیحدہ ڈفلی بجانا چاہتا ہے۔ ہر ایک ڈیڑھ اینٹ کی اپنی علیحدہ عمارت کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ فرقہ داری اور پارٹی بازی کی لعنت اُس کا جن بل اُبھرنے نہیں دیتی۔

تیسری قسم کا بل "دھن بل" ہوتا ہے۔ دھنوان آدمی بڑی آسانی سے اپنی ضروریات مہیا کر سکتا ہے۔ دھن کے زور پہ دُوسروں کو قابو میں لا سکتا ہے۔ دھن کی مدد سے اپنے بہت سے کام سر انجام دے سکتا ہے۔ جہاں جاتا ہے محض اپنی امیری کی

وجہ سے عزّت پاتا ہے۔ امریکہ آج دوسرے دیشوں کو محض اپنی دولت کے بل بوتے پر اپنی زنجیروں میں جکڑ رہا ہے۔ نِردھن دیش کچھ نہیں کر سکتے۔

چوتھی قسم کا بل "من بل" ہوتا ہے۔ جس انسان کا من طاقتور ہے۔ قوتِ ارادی مضبوط ہے، وہ "جن بل" اور "دھن بل" نہ ہونے پر بھی اپنی مقصد براری میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پانچویں طرح کا بل "بدھی بل" ہے۔ ایک عقلمند انسان سینکڑوں بے وقوفوں کو اپنے پیچھے لگا سکتا ہے۔ جس طرح عقل رکھنے والا ایک آدمی سینکڑوں حیوانوں کو ہانک کر لیجا سکتا ہے، اُسی طرح ایک باعقل انسان ہزاروں انسان نُما بے عقل حیوانوں کو جدھر چاہے لگا سکتا ہے۔ بھارت باسیوں میں عقل کی بھی بہت کمی ہے۔ اسی لئے مُٹھی بھر عقل سے بہرہ ور انگریزوں نے کروڑوں ہندوستانیوں کو صدیوں تک اپنی غلامی کی زنجیر میں باندھے رکھا۔ آج بھی "دھرم خطرے میں ہے"۔ "پنتھ خطرہ میں ہے"۔ "دین خطرہ میں ہے"۔ کا نعرہ لگا کر چالاک اور خود غرض لوگ ہزاروں بلکہ لاکھوں بھارت واسیوں کو مصیبت کی بھٹّی میں دھکیل سکتے ہیں۔ دوسری قسم کے سبھی بل بیکار رہ جاتے ہیں۔ اگر بُدّھی بل کی کمی ہو۔ بھارت والے محض عقل کے لئے دُعائیں ہی مانگتے ہیں۔ لیکن اُن کے خیالات اور کردار سبھی اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جو عقل کی تباہی کرتے ہیں۔

ایک اور قسم کا بل "وِدیا بل" ہوتا ہے۔ پڑھا لکھا انسان اَن پڑھوں کو اپنے پیچھے لگا سکتا ہے۔ اپنی وِدّیا کے بل پر عزّت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بھارت والوں میں اس بل کی بھی غائیت درجہ کی کمی ہے۔ دس بارہ فی صدی پڑھے لکھے آدمی ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔

یہ سبھی بل بڑے کام کے اور بڑی اہمیّت والے ہیں، لیکن ان سب سے بڑھ کر ایک اور بل ہے۔ جس کا مقابلہ یہ سارے بل مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ اِسے "آتم بل" کہتے ہیں۔ بھارتی رِشیوں نے باقی سبھی قسم کے بلوں کو آتم بل کے مقابلہ میں حقیر اور بے حقیقت بیان کیا ہے۔ ان کی ساری طاقت آتم بل کے حاصل کرنے میں ہی لگتی تھی۔

رِشی یاگیہ ولک، جب اپنا دھن اپنی دونوں دھرم پتنیوں کو بانٹ کر تپسّیا کے لئے جانے لگے۔ تو ایک پتنی نے پوچھا۔ کہ کیا وہ دھن اُس سُکھ کو دینے والا ہوگا، جس سُکھ کے لئے رِشی خود دھن تیاگ کر جا رہے تھے۔ تو رِشی نے کہا:۔ "نہیں!

آتم سُکھ کے برابر کوئی بھی دوسرا سُکھ نہیں ہے۔ بھارتی سبھیتا اور بھارتی شاستر سبھی آتم بل کی عظمت کو پُکار پُکار کر بیان کرتے ہیں۔ اسی آتم بل کے سہارے ہی لنگوٹ بند رِشی دیانند نے سوتے ہوئے بھارت کو جگایا اور اِسی بل کے آدھار پر دُنیا کی سب سے بڑی طاقت رکھنے والی برطانوی قوم کو ہندوستان سے اُس ہڈیوں کے ڈھانچے، نِہتّے مہاتما گاندھی نے باہر نکال دیا۔

بھارت باسیوں کا اِنتہائی مقصد "آتم بل" رہا ہے۔ اور اِسی بل کے دھارن کرنے والا ہونے کی وجہ سے بھارت ورش ساری دُنیا کا گورو کہلاتا رہا ہے۔ لیکن جب سے اس بل میں کمی آئی ہے۔ تبھی سے یہ غلام۔ کنگال اور محتاج بن گیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اس بل کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

(باقی پھر)

بنائے تکمیل

از قلم ڈاکٹر راج بہادر ورما راز
بریلوی

جذبۂ عشق و محبت کا اثر دیکھیں گے ٹہنی ٹہنی پہ اُمیدوں کا ثمر دیکھیں گے
منظرِ عام کبھی راہ گذر دیکھیں گے تجھکو ہر گام پہ اے ذوقِ نظر دیکھیں گے
سوختہ جان و جگر کر کے اگر دیکھیں گے پہلوئے شمع میں تنویرِ سحر دیکھیں گے
ظلمتِ شب کی سیاہی نہ رہے گی مانع بدر دیکھیں گے کبھی نورِ قمر دیکھیں گے
چاہنے والے تڑپ اُٹھیں گے بیخود ہو کر دل میں چبھتے ہوئے جب تیرِ نظر دیکھیں گے
عرصۂ عشق میں مٹ مٹ کے ترے دیوانے مورچۂ حسن کے ہنگاموں کا سر دیکھیں گے
میری جانب تو حیا سے نہ اُٹھائی گردن چشمِ مشتاق پریشان ہے کدھر دیکھیں گے
مُنتہائے غمِ فرقت ہے بنائے تکمیل بے اثر آہوں سے تاثیرِ اثر دیکھیں گے
ہم ہلا دیں گے کسی روز زمین اور فلک تیرے وعدوں میں اگر کوئی کسر دیکھیں گے
ہوش آتا ہے تو کرتا ہوں جنوں سے یہ سوال کیا کہیں گے وہ مجھے آکے اگر دیکھیں گے

خلق دیکھے گی تماشۂ محبت اے راز
دیکھنے والے مگر دردِ جگر دیکھیں گے

دھرم اور سداچار ——— قسط دوئم

از قلم مہاتما ہری سنگھ جی

دھرم کے برنے میں ہمارا آپ کا یا اور کسی کا کہا ہوا واکیہ پرمان نہیں ہو سکتا۔ پرمان سروتھا وید واکیہ ہی رہے گا۔ جو شرو دھاریہ ہے اور اُس کا اُلنگھن پاپ اور ادھرم ہی سمجھا جائے گا۔ یہی ذہن گردوید کے اندر ودھی اور نشیدھ دو طرح کے منتر ملتے ہیں۔ ودھی منتر وہ ہیں، جن کے دوارا کچھ ودھان کیا جاوے، جیسے "अहर सन्ध्याम् उपासीत्" یعنی پرتی دن سندھیا کرے یا "स्वाध्यात् मा प्रमदः" ارتھات سوادھیائے سے پرماد نہ کرے۔ اسی طرح نشیدھ منتر وہ ہیں۔ جن سے کچھ نشیدھ کیا جائے، جیسے "कलञ्जं मा भक्षयेत" یعنی مانس بھکشن نہ کرے، یا۔ "नहिंस्यात्-सर्वा भूतानि" یعنی کسی جیو کی ہنسا نہ کرے۔ اس لئے وید جو ایشور کی بانی ہے، وہی آدیش ہے۔ وُہی حکم ہے، وُہی پرمان روپ سے مانا جائے گا۔ مگر ہر کسی کا کہا ہوا واکیہ مطلق مانیہ نہ ہوگا۔

اس لئے اگر شاستر باہیہ ناستک لوگ اس قسم کے آکھشیپ کرتے ہیں کہ اس لوک کے سوائے اور پرلوک آدی لوک موجود نہیں، تو ان کا کہا ہوا واکیہ ہرگز پرمان نہیں مانا جا سکتا، کیونکہ ان کی شاستری نظر نہیں، اور سورگ نرک آدی پرلوک تو فقط شاستر سے ہی سُنے جاتے ہیں۔ ان کا پرتکھش گیان کسی کو ہے نہیں۔ پس شردھاوان کے لئے ہی یہ سب وستھا ہے، کہ وید اور شاستر پر پورن وشواس رکھتا ہوا دھرم اور نیکیہ انوشٹھان میں تو اُتر تا ہے۔ مگر کسی بھی حالت میں ادھرم اور پاپ آچرن کرتا نہیں۔ پس تمہیں بھی اوپر بتلائے ہوئے ناستکوں کے غلط وچاروں کو قطعی طور پر چھوڑ کر ایک ماتر شاستر وکرت مارگ کے آولمبن دوارا دھرم پرائن ہونا ہی واجب ہے۔

ہم پاٹھکوں کے لئے یہاں چند سمرتی واکیہ بطور تصدیق بھی حاضر کرتے ہیں۔

(1) "धर्मे सर्वं प्रतिष्ठितं" ارتھات۔ دھرم میں سب پرتشٹھت ہے۔

(2) "आचार हीनो नु पुनन्ति वेदः" ″ آچار رہت پرانی کو وید بھی پوتر نہیں کر سکتا۔

(3) "धर्मेण पापमुपनुदति" ″ فقط دھرم سے ہی پاپ کو دبا لیتا ہے۔

(4) "यतो धर्मस्त तो जयः" ″ جہاں دھرم ہے وہاں ہی جے ہے، اور

(5) "यद्वै किंचित् मनुरवदत् तत् भेषजं" ″ جو کچھ بھی منو جی نے کہا وُہی اوشدھ (امرت) ہے۔

لیکن پیشتر اس کے کہ ہم اپنے اس مضمون کو ختم کریں۔ ایک پُر معنی اور نہایت ضروری بات ہمیں ابھی کہنی ہے، جس پر ہم اپنے پاٹھکوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ ہم نے شروع شروع میں دھرم کا اُپیوگ "अभ्युदय" یعنی اُنتی میں اور "निश्रेयस" یعنی مکتی میں بتلایا تھا۔ چنانچہ اس کے اندر اس قدر جاننا ابھی باقی ہے کہ ان دونوں کے درمیان بھی دھرم کی اُپیوگتا مکتی میں پردھان اور مکھیہ رہے گی۔ گو لوکِک اور پارلوکِک اُنتی میں بھی سادھن دھرم ہی ہے۔

جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں - مگر جان لو کہ وہ اُپیوگتا گونڑ ہے، مُکھیہ نہیں - وجہ اُس کی یہ ہے کہ وید پہلے ہی پہلے اِس جیو کی پاپ پرورتی ہٹانے کی غرض سے لوک اور پرلوک، کے وشیوں میں لالچ دکھلا کر اُسے سکام کرموں کا اُپدیش دیتا ہے، یا پھر بعد میں اُنہیں وشیوں میں دوشس درشن پُوربک نشکام انوشٹھان کی بھی آگیا دیتا ہے - لیکن آخری مدعا وید کا اُن تمام کرموں کے تیاگ سے آتم گیان اور مُکتی میں ہی ہے - پس " अभ्युदय " اگر دھرم ہے، تو " निश्रयस " پرم دھرم - باقی چونکہ جب تک اَنتہ کرن کے مَل دھرم انوشٹھان سے دھوئے نہیں جاتے، اور جب تک وشے ویراگ نہیں ہوتا، آدمی گیان کا ادھیکاری نہیں ہوتا - اس لئے پہلے ادھیکار کی خاطر وید کرموں کے انوشٹھان کو، اور بعد میں اُنہیں کے تیاگ کا اُپدیش دیتا ہے - یُوں کیا کرم انوشٹھان اور کیا کرم سنیاس، دونو ہی ویدک ہونے سے پرمارتھ پتھ میں اُپیوگی جانے جاتے ہیں، اور اسی طرح ہی اُن دونوں کی " अभ्युदय " اور " निश्रयस " میں اُپیوگتا ہے - دیکھئے، اِس کے اندر بھی منوسمرتی کیسا اعلےٰ سنکیت کرتی ہے!

" अयं हि परमो धर्मो यद्योगेन आत्म दर्शनं. " ॥ یعنی یہ تو پرم دھرم ہے - جو گیان یوگ آدی سادھنوں سے آتما کا درشن یعنی ساکھیات کار ہے -

پس دھرم آدی سادھنوں کا کرم یعنی سلسلہ یُوں رہے گا، کہ پہلے انادی کال سے جمع ہوئی ہوئی پاپ پرورتی کو ہٹانے کی غرض سے منش سکام پُنیہ انوشٹھان کرے، اور نیک اور سدا آچاری بنے - چُنانچہ قلب کے تمام مَل دُھل جائیں گے - ازاں بعد اُنہیں کرموں کو نشکام ہو کر ایشور ارپن بدھی سے کرے - جس سے تمام دُنیاوی خواہشات بھی انتہ کرن سے دُور ہوں گی اور یہ گیان کا ادھیکاری بنے گا - ادھیکاری ہو کر پھر تمام ویدک اور سمارت کرموں کا تیاگ کر کے گورُوؤں کو پراپت کرے اور اُن سے ویدانتوں کے اُپدیش سُنے، بچارے، اور ندھیاسن کرے - جس سے تتو گیانی ہو کر آخر مُکتی پاوے - مُکتی کی پراپتی میں گو یہ سبھی یکے بعد دیگرے مل کر سادھن ہوتے ہیں، مگر مُول ان سب کا دھرم اور سدا چار ہی سمجھنا چاہئے - جس طرح ایک بڑی عمارت کی نیو ہوتی ہے جس پر کہ وہ کھڑی کی جاتی ہے - ٹھیک اسی طرح پرمارتھ کی بڑی منزل بھی دھرم نیو پر ہی ٹھہر سکتی ہے - لہٰذا دھرم کرم اور سدا آچار کو ہی اور سب سادھنوں سے ترجیح دے کر مُبتدی کو اِس کے شغل میں اُترنا چاہئے، کیونکہ بجز اس کے سنبھلنا ناممکن ہے - دھرم انوشٹھان چونکہ ایشور آگیا ہے - جو بھی اُسے قبول کرتا ہے - ایشور کی کرپا کا پاتر بنتا ہے اور اسی وسیلے پرمارتھ پنتھ پر آرُوڑھ ہو کر جلدی ہی اپنا سفر طے کر لیتا ہے -

ویسے تو سمرتی گرنتھوں میں کئی طرح کا دھرم نردیشن ہوا، مثلاً ——

(1) ورن دھرم (2) آشرم دھرم (3) سامانیہ دھرم (4) وشیش دھرم (5) سادھارن دھرم وغیرہ، مگر اُن کے وستار میں ہم نہیں جاتے - کیونکہ یُوں مضمون کے کافی لمبا ہو جانے کا بھے ہے - مگر ہاں! - اسقدر تو کہہ دینا ضروری ہے کہ سروتھا **ورن اور آشرم دھرم** ہی اُن تمام دھرموں کے اندر پردھان مانے گئے ہیں - چنانچہ اپنے اپنے ورن اور آشرم دھرم انوشٹھان کے دوارا ہی انتہ کرن کی شُدھی کرے - بھول کر بھی ادھرم اور پاپ میں نہ اُترے - بلکہ ادھرم اور پاپ کو سانپ اور بچھو کی مانند جان کر اُنہیں کبھی نہ چھوئے - فقط اپنے دھرم کو ہی بھگوت پُوجا کی سامگری بنا دے اور ایشور پرسنتا لابھ کرے -

بس یہی سچی خوشی، اصلی شانتی، اور اعلےٰ اُنتی کا صحیح راز ہے - اس سے کبھی گمراہ نہ ہو - چنانچہ اتنا ہی دھرم کے سمبندھ میں جاننا ضروری ہے -

اوم شانتی شانتی شانتی !!!

شری [illegible] !

پربھو درشن

دیوان پنڈی داس جی چوپڑہ ۶۷/۳۹ پٹیل نگر نئی دہلی

ادم کے پریمیو! آؤ، اِن آنکھوں سے پربھو کے درشن کر لو! ـــــ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر پرماتما ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا ہے؟ گویا کہ وہ فرض کر لیتے ہیں کہ کسی شے کے ہست کا صرف ایک ہی ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ شے نظر آوے۔ حالانکہ بے شمار ایسی اشیا ہیں جن کا کہ بصیرت یعنی بینائی سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ اور پھر بھی وہ حقیقی معنوں میں ہست ہیں۔ پہلے تو حواس خمسہ یعنی پنچ گیان اندریوں میں سے آنکھوں کو چھوڑ کر باقی چار اندریوں کی شہادت یا مشاہدہ آنکھوں سے تو نظر نہیں آسکتا ہے۔ تاہم کیا ہم اس بنا پر اُن کی ہستی سے انکار کر سکتے ہیں؟ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا اپنا سوال ہی کتنا غیر معقول استفسار ہے۔ اور اگر ایک سوال ہی غلط ہو تو اس کا کوئی جواب کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میں سوال کر سکتا ہوں کہ میری آنکھیں سونگھ کیوں نہیں سکتی ہیں؟ ایسا کرنا تو اُن کا قدرتی مقصد ہی نہیں ہے۔ ایسے غلط سوالوں کا کوئی جواب کیسے ہو سکتا ہے؟

عین اسی طرح سے یہ سوال بھی ایک غلط امر مفروضہ پر مبنی ہے کہ اگر پرماتما ہے تو ہم کو نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی ہستی کا مدار ہماری قوت بصیرت یا بینائی پر نہیں ہے۔ یہ وسیع، لامحدود و لا انتہا سلسلۂ عالم اُس ذاتِ پاک (پرماتما) کا مظہر ہے۔ "ایہہ جگت ہر کا رُوپ ہے۔ ہر رُوپ نظری آئیا" اور جیسا کہ ایش اُوپنشد کے پہلے منتر میں آیا ہے کہ "تو اس جگت کو ایشور سے ڈھانپ دے"۔ یعنی اگر تو اِن آنکھوں سے ایشور کے درشن کرنا چاہتا ہے تو تجھے اس سلسلۂ عالم ویراٹ رُوپ جگت میں اسی کا جسمانی سروپ نظر آنا چاہیئے۔ پس اگر اِن آنکھوں سے اُس کے درشن کرنا ہی چاہتا ہے تو وہ تو ہر دم تمہارے سامنے ہے۔ کیوں فضول اور بے معنی شکوہ کرتے ہو، اگر پرماتما ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ وہ تو ہر دم ہر لحظہ عین اسی طرح سے نظر آرہا ہے۔ لیکن جس طرح سے کہ آپ کے عزیز ترین دوست کی ذاتِ حقیقی تو اِن آنکھوں سے ہمیشہ ہی مخفی رہیگی اور اُس کا مشاہدہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ تم اپنی ذاتِ حقیقی سے واقف ہوگے۔ اسی طرح سے اس سلسلۂ نظام عالم کے پس پُشت بھی جو ذاتِ حقیقی پرماتما ہے۔ اُس کا گیان تو صرف اُسی صورت میں ہو سکے گا، جبکہ تم اپنی ذات سے واقف ہوگے۔

یاد رکھو، اور ہمیشہ کے لئے یاد رکھو کہ اگر تم اپنی ذات کی کھوج کو چھوڑ کر پرماتما کی کھوج میں نکلو گے تو ضرور ضرور اپنے آپ کو اور پرماتما کو دونو کو کھو بیٹھو گے۔ اور اگر اپنی ذات کی کھوج میں نکلو گے تو پرماتما تمہیں اپنی ذات میں ہی مل جاوے گا۔ وہ تو تمہاری ذات سے باہر کسی کھوج کا مقصود نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ جب تم میں سے کھوج ہی مفقود ہو جاتی ہے اور صرف اپنا آپ ہی رہ جاتا ہے۔ تو وُہی ذاتِ پاک آخری حقیقت ہے جس کی تم تلاش کر رہے تھے۔

پیارے پریمی! اب بتاؤ کہ آیا اِن آنکھوں سے تمہیں پرماتما کے درشن ہو سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ جہاں تک اِن آنکھوں کا تعلق ہے، وُہ تو ہمیشہ ہی ہمارے سامنے جلوہ افروز ہے۔ دریاؤں کی روانی میں، سلسلہ ہائے کوہستان کی عظمت میں، سورج کے طلوع و غروب میں۔ چاند کی چاندنی میں۔ موسموں کی رنگینی میں۔ پھولوں کی خوشنمائی میں اسی ذاتِ پاک کا مشاہدہ ہے۔ کیوں عبث سوال کرتے ہو کہ "اگر پرماتما ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا ہے!" ـــ وُہ تو ہمیشہ تمہارے سامنے ہے۔ صرف تم اُسے پہچان نہیں پاتے ہو۔ اپنی ذات کی کھوج کرو۔ اور جب تمہیں اپنی ذات کا گیان ہوگا تو تمہیں معلوم ہوگا، کہ تمہارا اپنا سوال ہی بے معنی تھا۔ پھر دل کی گہرائیوں سے کہوگے!

ڈھونڈتا پھرتا تھا جسے ہو کے ندیدہ ہر سُو
میری آنکھوں میں چھُپا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

ساتوِک وِچار دھارا

شری شستر سیلانی

دھرم کیا ہے۔ اس کا اصل مطلب کیا ہے اور ہم کیا لگا رہے ہیں۔ دھرم کا مطلب ہے۔ دھارنے یوگیہ۔ اپنانے یوگیہ۔ سو دُنیا میں کسی فرد و بشر کیلئے بھی دھارنے یوگیہ یا اپنانے یوگیہ دو چیزیں نہیں ہوسکتیں۔ یعنی ستیہ۔ اہنسا اور پریم یہ کسی کے لئے دو نہیں ہوسکتیں۔ یعنی کسی کے لئے جائز اور کسی کے لئے ناجائز۔ یہ سب کے لئے ایک ہی ہے۔ اس لئے سب کے لئے دھرم ایک ہی ہے اور دُوسرے معنوں میں سب کا دھرم ایک ہی ہے۔ ہاں البتہ ہمارے مذاہب علیحدہ ہوسکتے ہیں۔ ہماری وِچار دھارا علیحدہ ہوسکتی ہے۔ لیکن دھرم نہیں۔ دوسرے لفظوں میں دھرم ست کو بھی کہتے ہیں اور ست نام پاربرہم پرماتما کا ہے۔ یعنی دھرم ہی بھگوان ہے۔ خُدا ہے۔

ویسے دُنیا کا کوئی مذہب بھی بذاتِ خود بُرا نہیں، کیونکہ ہر مذہب کے بُنیادی اصُول دھرم پر مبنی ہیں۔ اس لئے سارے ہی مذاہب اچھے ہیں۔ اگر کوئی کمی ہے، کوئی ترُٹی ہے تو وہ اس مذہب کے کارکنوں کے وِچاروں میں ہے۔ اُس مذہب کے ٹھیکیداروں کے خیالات میں ہے۔ مذہب میں نہیں۔ کیونکہ کوئی مذہب بھی یہ نہیں کہتا کہ چوری کرنا پاپ نہیں۔ جھُوٹ بولنا پاپ نہیں۔ کسی کا دِل دُکھانا پاپ نہیں۔ کسی کو ہانی پہنچانا پاپ نہیں۔ کسی کا مذہب یہ نہیں کہتا کہ بھگوان۔ یا خُدا یا گوڈ دو ہیں۔ کسی کے مذہب میں موت غیر ضروری نہیں اور کسی بھی مذہب والوں کے پیدائشی شکل و شباہت ایک دُوسرے سے علیحدہ نہیں، تو پھر کیا چیز علیحدہ ہے، جو ہندو اپنے مذہب کے اِتنے قائل ہیں۔ مسلمان اپنے مذہب کے اِتنے حامی ہیں۔ سکھ اور عیسائی اپنے مذہب کو اِتنا چاہتے ہیں۔ صرف وِچار علیحدہ ہیں۔ صرف راستے علیحدہ ہیں۔ اور اِن وِچاروں اور راستوں کا سہارا لے کر ہی چند مطلب پرست لوگ ایک دوسرے کو کافر کہہ اُٹھتے ہیں۔ اور ایک دُوسرے کو مارنے تک کے لئے تیار ہو بیٹھتے ہیں۔ اگر کسی مذہب میں کوئی ایسا کرتا ہے، تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ مطلب پرستی کی بنا پر ایسا کر رہا ہے۔ اپنے مذہب کی بنا پر نہیں۔

ہندو، مُسلم سکھ یا عیسائی ہونا، یہ بھی موقع کی بات ہے۔ چانس کی بات ہے۔ ایک شخص اسلام کو سب مذاہب سے اعلیٰ ترین تصوّر کرتا ہے اور دُوسرے سب مذاہب کو حقیر خیال کرتا ہے۔ کیونکہ اُس نے مُسلم فیملی میں پرورش پائی ہے، اگر وہی شخص کسی ہندو فیملی میں پیدا ہوتا، تو شاید وہ ہندو مذہب کو ترجیح دیتا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کے کارکنوں کے راستوں میں، طریقوں میں۔ وِچاروں میں، خیالات میں خرابی ہوتی ہے۔ جس کو ہم اکثر مذہب کی خرابی سمجھ بیٹھتے ہیں، اور در اصل مذہب کی کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ جب اِنسان کو آتم گیان ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کا گیان ہو جاتا ہے، تو ہر اِک کو اپنے بھائی ہی مانتا ہے۔ ہر ایک میں اپنی آتما کا پرکاش دیکھتا ہے۔ بے شک وہ کسی مذہب کا پیرو کیوں نہ ہو، کیونکہ مذہب کے علیحدہ ہونے سے آتما علیحدہ نہیں ہوتی۔ سب کی آتما اسی طرح ایک رنگ اور ایک رُوپ والی ہے، جس طرح مختلف رنگوں کی گایوں کے دُودھ کا رنگ اور رُوپ ایک ہے۔

لیکن ہم آج اصلیت سے اِتنے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ صداقت کو اس طرح بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ حقیقت کو اس طرح فراموش کر چکے ہیں کہ ہمیں اپنے دھرم اور مذہب کا صحیح مطلب بھی معلوم نہیں، ہم صرف لکیر کے فقیر بن کر رہ گئے ہیں۔

ہم اپنے مذہب کو کیا کھلونا سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہندو ہو تو نہا دھو کر گیت کا پاٹھ کرے، سکھ ہو تو گرنتھ صاحب کی بانی پڑھے، مسلم ہو تو قرآن شریف

کی آئت۔ اور عیسائی ہو، تو بائیبل کا چیپٹر، اور پھر بند کر کے رکھ چھوڑے۔ بے شک ساری عمر اُس کی ایک لائن کا مطلب بھی نہ سمجھے۔ اور اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ اور اُس کے بعد بے شک وُہ دن بھر کتنا ہی جھوٹ بولے۔ دُوسروں کو کتنا ہی دھوکا دے اور اپنی مطلب براری کا شکار بنائے۔

لیکن اگر وُہ ایسا نہیں کرتا، تو سماج اُس کو ادھرمی سمجھتی ہے۔ اُس کے بھائی بند اُس کو مذہب سے گرا ہوا تصوّر کرتے ہیں۔ اور بہت سے ہمارے ہندو بھائی تو یہاں تک کے قائل ہیں کہ اگر کسی کے ساتھ اُن کا کپڑا تک چھو جائے۔ تو وُہ یہہ سمجھتے ہیں کہ وُہ دھرم سے گر گئے۔ اِس لئے اشنان ضروری ہے۔ لیکن یہہ دھرم سے گرنا نہیں۔

دھرم سے انسان جھوٹ بولنے سے گرتا ہے۔ کسی کو دھوکا دینے سے گرتا ہے اور دُنیاوی نظریّے سے ہم نے جس چیز کو جو نام دیا ہے، جس چیز کا جو نام رکھا ہے۔ مثلاً بہن۔ لڑکی۔ پتنی، اس کے ساتھ ویسا ہی ویوہار نہ کرنے سے گرتا ہے۔ اور دھرم سے گرنا، اپنے اصول سے گرنا ہی دُکھ اور مُصیبت کا کارن ہے۔ جس کو ہم روز مرّہ کی زندگی میں کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے، اور اپنا مطلب حل کرنے کے لئے اپنی تھوڑی سی خوشی کے لئے۔ تھوڑے سے فائدے کے لئے دُوسروں کا کِتنا نقصان کرنے پر تُل جاتے ہیں۔

جو اپنے دھرم سے نہیں گرتا۔ جو اپنے دھرم کے اصولوں پر اٹل رہتا ہے۔ اس کا انتہ کرن شُدھ ہو جاتا ہے۔ اور انتہ کرن کی شُدّھی سے شانتی ملتی ہے۔ شانتی سے آتم گیان، اور آتم گیان سے مُکتی۔ اِن سب باتوں کا نچوڑ یہ ہے، کہ جو دھرم کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ دھرم بھی اُس کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔

دراصل اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ آجکل ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بھی ہمیں اپنے دھرم کے نزدیک لے جانے کی بجائے اس سے بہت دُور لے جانے والی بن کر رہ گئی ہے!

ہمیں اور کتنے ہی مضمون پڑھائے جاتے ہیں، جن کا تعلق ہماری زندگی میں صرف نوکری یا ڈگری حاصل کرنے تک ہی محدود ہے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے سکولوں اور کالجوں میں دھرم نامی کوئی مضمون نہیں پڑھایا جاتا۔ (ایک وقت تھا جبکہ ہمیں ہماری گورو کلوں کی تعلیم میں سب سے پہلے یہ سبق پڑھایا جاتا تھا۔) پھر ہمیں کہاں سے پتہ لگے۔ کہ دھرم کیا چیز ہے۔ دھرم کا کیا مہتّو ہے!

اگر کوئی کبھی بھول کر بھی ہمارے لیڈران سے یہ سوال کر بیٹھتا ہے۔ کہ ہمیں یہہ سبجیکٹ پڑھایا جائے۔ تو اُس کا یہ جواب ہے۔ کہ " یہ سبجیکٹ نہیں پڑھایا جا سکتا، کیونکہ انڈیا ایک سیکولر سٹیٹ ہے۔ لیکن شاید ہمارے لیڈران بھی اس امر سے بے بہرہ ہیں کہ ہر مذہب کے بُنیادی اصُول ایک ہیں۔ اور ہر انسان کا دھرم بھی ایک ہی ہے۔ خُدا بھی ایک ہی ہے۔ دُنیا بھی ایک ہی ہے، اور مُنش جاتی بھی ایک ہی ہے۔ اگر اُنہیں یہ پتہ ہوتا تو ہمیں کبھی اس آبحیات سے محروم نہ رکھتے!!

امرت سروور۔ مصنفہ بھاگ مل جی سینی۔ اگر آپ پریم بھگتی اور گیان کے دلکش نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں تو اس انمول کتاب کا مطالعہ کیجیئے۔ اس کتاب میں نہایت شیریں اور دلچسپ قصّوں میں سچے پریم اور اخلاق و معرفت کا جوہر بھرا پڑا ہے۔ عام شکایت ہے کہ پرماتما نہیں ملتا۔ شانتی پراپت نہیں ہوتی پیارے دوستو پرماتما سے زیادہ آپ دنیا سے پریم کرتے ہیں جب جال ہے تو پھر شکایت کس منہ سے کرتے ہیں جو ایشور سے پریم کرتا ہے وہی اسکو پاتا ہے دوسرا نہیں۔ آجکل ہمیں دھن دولت اور استری بال بچے پیارے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپکو ایشور نہیں ملتا۔ یہ چند روزہ خوشیاں ہم سے چھین لی جائینگی اور یم راج بے رحم شکاری کی طرح ہمکو موت کی چتاؤں میں جلاتے رہیں گے اگر آپ جلایا جانا پسند نہیں کرتے تو اس کتاب کو پڑھیں۔ قیمت ۱/۲۰ روپے علاوہ محصولڈاک۔ ملنے کا پتہ: دفتر رسالہ "آدم" بازار اجمیری گیٹ۔ دہلی

مانو ہے کہاں تو

لیکھک
کوی دل

وایو لئے انچل میں سواس آئی ہوئی تھی !
اور شویت شرد چاندنی بھی چھائی ہوئی تھی !
اِک ندیا کے تٹ پر تھی ہری گھاس مہکی
بیٹھے ہوئے تھے گھاس پہ کچھ پشو اور پکشی
اِک مٹی کے ٹیلے پہ تھا پردھان سشوبھت
اور باقی سبھاسد بھی تھے اَن گنت اُپستھت
کیوں شریشٹھ ہے مانو یہ سبھی سوچ رہے تھے
اس وشے پہ ہر اک نے وچار اپنے دیئے تھے

سب دیکھتے تھے ہوگا ابھی کوئی اشارا
اِک آ ہی گیا مانو، ابھیمان کا مارا

پردھان نے سمّان سے مانو کو بٹھایا
اس مان پہ آپے میں وہ پھولا نہ سمایا
یہ جانتا تھا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے
اور مانتا تھا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے
پوچھا کہ تیری سریشٹھتا کا کون ہے کارن
کیوں تم کو ہر اک سے ملا اونچا سنگھاسن
بولا کہ میں آکاش میں لوہا ہوں اُڑاتا !
اور سندھو کی چھاتی پہ ہوں تنکے سا بہاتا
وایو مری مٹھی میں ہے بجلی مری داسی
بن جاؤں گا کچھ ورشوں میں ششی لوک کا باسی
پربت کئی کاٹے ہیں تو چیرے کئی ساگر
ہیں لائٹ و میوزک سے ہوں دنیا میں اُجاگر
دنیا کے ہر اک کونے میں سندیش سناؤں
اور پلک جھپکنے کی بھی دیری نہ لگاؤں
یہ راکٹ، یہ ایٹم بم میں نے ہیں بنائے
میں اُٹھوں تو اِک دنیا مجھے سیس جھکائے

پردھان مہودیہ نے سوئم مالا پہنائی
اور بولا کہ کچھ اور کرو اپنی بڑائی

تب بولا کہ وشواس مجھے ہے بھُج بل پر
میں چاہوں تو آکاش بچھا دوں بھوتل پر
گجراج نے تب سونڈ سے اک درخت اکھاڑا
اور بولا کہ کتنوں کو ہے اس طرح پچھاڑا
تب تھوڑے سے بل پڑ تو گئے ماتھے کے اوپر
پر بول اُٹھا پھر بھی وہ ساہس سے سنبھل کر
میں دوڑ لگانے میں ہوں ہر ایک سے آگے
جب پاؤں اُٹھاؤں تو کوئی ساتھ نہ بھاگے

تب بول اُٹھا گھوڑا، ذرا مجھکو نہارو
جھنجھلا کے وہ بولا کہ مَیں کھانے پہ جو آجاؤں
گدھے نے کہا۔ تن کے یُوں رہنا نہیں اچھا
پھر بول اٹھا کون بھلا مجھ سے ہے چنچل
تب بولا کہ مَیں وِشو میں اتم ہُوں نرت کار
مانو نے کہا سب سے سُریلا ہے میرا گان
بولی کہ اِدھر سنتا بھی کیا خوب ہے گاتی
تب ہو کے ہنسکت بولا کہ مَیں رُوپ کی ہوں کھان!
تب اُٹھ کے لگا کہنے میرے نین ہیں سُندر
کھنجن نے کہا مَیں بھی تو بیٹھا ہوں سبھا میں
ڈھیٹھوں کی طرح بول اُٹھا ہاتھ اُٹھا کر
بھیڑوں نے کہا اُون تو ہوتی ہے ہماری
پھر ریشمی کیڑے نے کہا، دیکھئے سرکار
کچھ تھک تو گیا پھر بھی مگر ہار نہ مانی!
تب ایک کبوتر نے کہا گردن اُٹھا کر
تب بولا کہ بھوجن میرا ہر جیو سے اُتم!
"جو کھیت میرے پاؤں سے روندے نہیں جاتے
تب بولا کہ رہیت ہو کر مَیں پھلوں کا آہار
جب پشوؤں کی آواز سے چکرا گیا مستک
پھر پُوچھنا یاد آ گیا ماتھے کا پسینہ

پھر دل میں جو آ جائے وہی بات اُچارو
کوئی بھی وہاں بیٹھا ہو مَیں ہار نہ کھاؤں
یہ جھوٹ میرے سامنے کہنا نہیں اچھا
وانر نے کہا آنکھ سے مَیں ہوں نہیں اوجھل
اِک مور نے مستی میں کہا۔ دیکھئے سرکار
کوئل نے کسی کونے سے تب چھیڑ دی اِک تان
ہے اِس سے بھی بڑھ کر تیری آواز سُریلی؟
بول اُٹھی چکوری کہ ذرا چندر کو پہچان!
اِک ہرن پُکارا کہ کہو۔ مجھ سے بھی بڑھکر؟"
پھر کمل نے سنکیت کیا مدھر ادا میں
مَیں تن پہ پہنتا ہوں بڑے قیمتی وستر
اور دیکھئے، وہ سامنے کپاس کی کیاری
ہو جائے گا اِک سپنا، جو مُنہ سے نہ بُنوں تار
بولا کہ بہت صاف پیا کرتا ہوں پانی!!
گدلا جسے کرتا ہوں مَیں پنکھوں سے نہا کر
اِک بیل پُکارا کہ ہے سچ اِس میں بہت کم
راجا ہو کہ پرجا اُسے بالکل نہیں کھاتے
طوطے نے کہا، جن کو کترتا ہوں مَیں سرکار؟
اور پکشیوں کی بات سے چکرا گیا مستک
ابھیمان ہوا چور تو سکچا گیا سینہ

پھر بولا کہ ویدوں سے مجھے ایسا مِلا گیان
اُس گیان سے مَیں لیتا ہوں بھگوان کو پہچان

پردھان ہوو یہ نے کہا، اب مَیں گیا جان
یہ گیان چرندوں نہ پرندوں میں اُجاگر
سب کچھ میسر ہے جیون میں ہے یدی گیان نہیں تو

پردھان ہر اِک گُن سے ہے بس ایک تیرا گیان
مانو کے ہردیہ میں ہی اُمڈتا ہے یہ ساگر
اُس برہم کی اُس پربھو کی پہچان نہیں تو

"پشوؤں سے بھی نکرشٹ ہے۔ مانو ہے کہاں تو
ہم بھرشٹوں سے بھی بھرشٹ ہے۔ مانو ہے کہاں تو

ایک مہاتما کا پرساد

قسط دوئم

از لالہ جگن ناتھ جی کھنہ بصفی ۔ بی اے ۔ بی ٹی

منشیہ کا گرہستی جیون بھی آتمک اُنتی کا ہی ایک سادھن ہوتا ہے ۔ اگر اس جیون کو بھوگ ولاس آدی میں یا دھن سینچے کرنے، سوارتھ سِدّھی کیلئے، دوسروں سے دویش کرنے، نندا کرنے ۔ اور موہ رُوپ جال میں پھنسے رہنے وغیرہ اشبھ کاموں میں ہی گذار دیا جائے، تو منشیہ اپنے جیون کا واستوِک اُدّیش پُورا نہیں کرپاتا، اور آواگون کے چکر سے نہیں چھوٹ سکتا ۔ جیسا گیتا بھگوتی میں بتایا گیا ہے کہ :-

انیک چت وِبھرانتا ، موہ جال سماورتہ

پرسکتہ کام بھوگیشو پتنتی نرکے اشچُو (۱۶/۱۶)

ارتھات :- انیک پرکار سے بھرمت ہوئے چت والے ، موہ رُوپی جال میں پھنسے ہوئے ، وِشے بھوگوں میں اتینت آسکت ہوئے مہان اپوِتر نرک میں گرتے ہیں ۔

گرہست آشرم کے دھرموں کا بھی چیت رہتی سے پالن کرنا بڑا کٹھن ہے ۔ جو کرم شیل گرہستی اُن کو پالنے ارتھات اُن پر ٹھیک طرح سے عمل کرنے میں سپھل ہو جاتا ہے اور کسی اوسر پر اس مارگ سے پتھ بھرشٹ (گمراہ) نہیں ہوتا ۔ اُس کا جیون آدرش ہوتا ہے ۔ زیادہ سنتان پیدا کرنا گرہست کے لئے آوشیک نہیں ہوتا ۔ جو اسی بات کو اپنے جیون کا وششیش لکش یا دھیئے سمجھ بیٹھے ہیں ۔ غلطی پر ہیں ۔ اس سے انہیں طرح طرح کی کٹھنائیاں ہی سہنی پڑتی ہیں اور اُن کا سارا جیون اس اُدھیڑ بُن میں ہی گزر جاتا ہے ۔ سے

یہ کر لیا ، یہ کرتا ہوں ، یہ کل کروں گا میں

اس فکر و انتظار میں شام و سحر گئی

آجکل تو سرکار اس کوشش میں ہے کہ سنتان کا زیادہ پیدا کرنا قانونی طور پر ہی روک دیا جائے ۔ لیکن اسکی ضرورت ہی نہیں پڑ سکتی ، اگر دمپتی دھرم مارگ پر چلتے ہوئے اپنی جیون یاترا پُوری کریں ۔ سنتان ضرور ہو، لیکن ایسی جو کیول شاستری اور پِتری رِن اُتارنے والی ہو ۔ نہ کہ کیول سنکھیا بڑھانے والی ۔ تبھی تو کہا ہے :-

جننی جنے تو بھگت جن ، یا داتا یا شُور

نہیں تو جننی بانجھ رہے ، کیا گنوائے نُور

ارتھات :- اے سنتان پیدا کرنے والی ماتا ، تو ایسی سنتان پیدا کر ، جو بھگت یا دان دینے والی یا شُور وِیر بہادر ہو ، اگر ایسا نہ ہو سکے ، تو تمہیں بانجھ ہی رہنا چاہئے ، کیونکہ اس صُورت میں اپنے سوندریہ کو گنوانے سے کیا لابھ ؟

بے شک ایک ہی سنتان ہو، لیکن ہو پرہلاد جیسی یا دھرو جیسی ، جس سے تمہاری ہزاروں پیڑھیاں تر جائیں گی ، نہیں تو

اولاد پیدا کرنا کسی کام کا نہیں سمجھا جائے گا۔ بچّے تو گدھے کے، گھوڑے کے اور سؤر کے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ پُتر نہیں کہلاتے، پُتر وہ ہے، جو پِتا کو نرک سے بچائے۔ جو سوئم ترتا ہے، وہی اوروں کو بھی تار سکتا ہے۔

ایک کُتیا تھی، اُس کے سر میں کیڑے پڑ گئے۔ ایک دن وہ ایک مکان میں جا گھُسی، بہت بھوکی تھی۔ اُس کے پیچھے اُسکا ایک بچّہ بھی اندر جا گھُسا۔ مالک نے کُتیا کو باہر نکالنے کے لئے نوکر کو کہا۔ نوکر نے فوراً اُس کو ایک ڈنڈا مارا، اور وہ چیں چیں کرتی باہر بھاگ گئی۔ بچّہ اندر ہی رہ گیا۔ مالک نے اُٹھ کر روٹی کا ایک ٹکڑا بچّے کے آگے پھینکا، وہ اُسے کھا گیا۔

اگر پُتر ہوتا تو کبھی نہ کھاتا۔ وہ اُس آدمی کے پاؤں کو کاٹ کھاتا، کیونکہ اُس نے اُس کی ماں کا اپمان کیا تھا۔ اُسے بھوجن کیسے سوجھتا۔ یہ ہے انتر۔ ایک کُتیا کے پلّے اور منُشیہ کے پُتر میں، جو اپنی ماں کا اپمان کداپی نہیں سہہ سکتا۔ کتنے کھید کی بات ہے، کہ بھارت ماں کا اپمان ہو رہا ہو، اور ہم مزے سے جیون گزارتے رہیں۔ !!

ہمیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ مریں کیسے؟ ویسے تو مرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ پھر بھی ہمیں جہاں تک ہو سکے، یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم وِدھی پُورْوَک مریں، جس سے پھر جنم لینے کا دُکھ نہ رہے۔ دو طرح کے پُرشوں کو اُوچیہ گتی پراپت ہوتی ہے۔ ایک پرم ہنس کی، جو سُورج منڈل کو چھیدن کر کے اوپر چلا جاتا ہے۔ اور دوسرے سنگرام میں مرنے والے کھشتری کی، ارتھات جو دھرم کی رکھشا کرتا ہوا رن کھیتر میں پران دے دیتا ہے۔ یدی ایسی گتی پراپت ہونا مشکل ہو، تو پرانی کو چاہیئے، کہ گنگا تٹ پر ہی چلا جائے۔ اور سرو سو تیاگ کر کے اپنے ہردے میں بھگوان کی منگل مئی چھبی بٹھا کر، شری گیتا اور وشنو سہسر نام کا پاٹھ کرتے ہوئے یا سُنتے ہوئے کُشا کے آسن پر لیٹ کر اپنی دیہہ کو تیاگ دے!"

* * * * * * * * * * * *

مہاتما جی کا یہ اُپدیش سُننے کے بعد ایک سجن نے پُوچھا کہ مہاراج کرپا کر کے اُس شاشوت دھرم کا نِروپن کریں۔ جس کے سیون کرنے سے منُشیہ جنم مرن کے بندھن سے چھُوٹ کر کلیان کو پراپت ہو جاتا ہے۔ یہ پرشن سُن کر مہاتما جی بڑے پرسن ہوئے اور بڑے پریم سے اِس طرح بولے:۔

شری بھگوان نے بھگوت گیتا میں یُوں فرمایا ہے:۔

آرورکشور منیر یوگم کرم کارن مُچیتے!

یوگا رُوڈھسیہ تسیئیو، شمہ کارن مُچیتے!!

{ادھیائے ۶ شلوک ۳}

ارتھات:۔ سمتو بُدھی رُوپ یوگ میں ارُوڑھ ہونے کی اچھا والے منن شیل پُرش کے لئے یوگ کی پراپتی میں نشکام بھاؤ سے کرم کرنا ہی ہیتو (سبب) کہا ہے، اور یوگا رُوڑھ ہو جانے پر سرو سنکلپوں کا ابھاؤ ہی اُس یوگا رُوڑھ پُرش کے لئے کلیان کا ہیتو یا کارن کہا ہے۔ جس کا تاتپریہ یہ ہے کہ بھگوت پراپتی کی جگیاسا والے پُرش کو چاہیئے کہ وہ سمتو بُدھی رُوپ یوگ میں اُپستھت ہو، جس کا سادھن کیول نشکام بھاؤ سے کرم کرنا بتلایا گیا ہے۔ جب اِس طرح ابھیاس کرتے ہوئے وہ سمتو بُدھی یوگ میں آرُوڑھ ہو جائے، ارتھات جب وہ سمتو بھاؤ اور نشکام بھاؤ سے کرم کرنے کا اُس کا سوبھاؤ ہو جائے۔

ارتھات۔ جب راگ دویش، ہرش شوک، سُکھ دُکھ آدی دوندوں سے اُوپر اُٹھ کر، یا اُن میں سم بُدھی رکھ کر وچرنے لگے، تو وہ سمتو بُدھی رُوپ یوگ میں آرُوڑھ ہو جاتا ہے۔ جو سبھاؤ سے ہی دُکھ سُکھ میں ایک جیسا رہتا ہے، جسے اپنی ستُتی سُن کر پرسنتا نہیں ہوتی، اور نہ ہی اپنی نندا سُن کر دُکھ ہوتا ہے، جس کا نہ کسی سے راگ ہے، اور نہ کسی سے

دوِیش - ایسا پُرش واستو میں یوگی ہے، اور جب اپنے اس بھاو میں پڑی پکیہ ہو کر سب سنکلپوں کو بھی تیاگ دیتا ہے - یعنی اس کے من میں کوئی ایسا سنکلپ پیدا نہیں ہوتا، جس کو پورا کرنے کے لئے اُسے کچھ کرنا پڑے - اور اسی سے اُسے کلیان پراپت ہو جاتا ہے"۔

یہ سُن کر اُس جگیاسو نے نویدن کیا، کہ بھگون! اس گوڑھ وِشے کی کچھ اور ویاکھیا کیجئے، تاکہ اس کا تتو ہمارے دماغ میں بیٹھ جائے، اس کے جواب میں مہاتما جی بولے:-

"اے عزیز! وافر تمیز کلیان کا وہی ادھیکاری ہوتا ہے، جو سنسار سے مُنہ موڑ لیتا ہے، اس کی کوئی وستو اسے خیالِ انسان نہیں کر سکتی - استری، پُتر، دھن، سمپتی، مان، ایشوریہ آدی میں سے کوئی وستو بھی اسے اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی۔ اور اس طرح سے وہ آتم آنند میں ہی سنتُشٹ ہو جاتا ہے، اور جو کرم بھی وہ کرتا ہے، کیول نشکام بھاو سے - ارتھات پھل کی آکانکشا نہ کرتے ہوئے ایشور ارپن بھاو سے، اس سے اس کا اپنا کوئی پریوجن نہیں ہوتا"۔

اسی بات کو سُگم ریتی سے آپ نے ان شبدوں میں کہا ہے:-

من منا بھو، مد بھکتو مد یاجی مان نمسکرو
مامیویشیسی یکت ویو ماتمانںگ مت پرائنہ!

ارتھات:- کیول مجھ پرماتما میں ہی نرنتر من لگا۔ میرا ہی بھجن کر، پریم پُوروک میری پوجا کر، مجھے ہی دنڈوت ساشٹانگ پرنام کر۔ اس پرکار میرے شرن ہوا آتما کو ایکی بھاو سے مجھ میں لگا کر میرے کو ہی پراپت ہو گا"

اس سے اور سُگم اُپائے ایشور پراپتی کا کیا ہو سکتا ہے۔

یاد رہے کہ جو پُرش یہ سمجھ کر کہ بھگوان جیسا کوئی بھی اس کا شُبھ چِنتک نہیں، پریمی اور مِتر نہیں - نرنتر اننیہ پریم سے اُن کا چنتن کرتا ہوا سنسار میں ورتتا ہے، وہی انہیں تتو سے جانتا ہے، اور ایسے پُرش کے لئے ہی بھگوان فرماتے ہیں، کہ وہ شریر کو تیاگ کر پھر جنم کو پراپت نہیں ہو گا"۔

یہ سُن کر جگیاسو بولا:-

"بھگون! اب یہ بتلانے کی اور کرپا کیجئے کہ بھگوان کو تتو سے جاننا کیا ہے؟ - اس کے اُتر میں مہاتما جی نے کہا:-

—"کہ بھگوان اجنما، اوناشی اور اویکت اور سب پرانیوں کے ایشور ہونے پر بھی اپنی پرکرتی کو وش کر کے یوگ مایا سے پرگٹ ہوتے ہیں - کیول سادھو پُرشوں اور اپنے پیارے بھکتوں (جن کو وہ اپنی آتما ہی سمجھتے ہیں) کے اُدھار اور دُشٹوں کے ناش کرنے کے لئے اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا ہی کہ واستو میں تو وہ اجنما اور اوناشی ہیں - پرنتو مجھ مت بُدھ پُرش اویکت روپ میں ارتھات شریر دھاری سے ہو کر اپنی لیلائیں کرتے ہیں۔ بھگوان کو تتو سے جاننا ہے۔

ان کو عام سنساری جیووں جیسا دیہہ دھاری سمجھ لینا سخت بھول ہے، کیونکہ ان کا شریر کرم رچیت نہیں ہوتا کیول یوگ مایا کا ہی رچا ہوا ہوتا ہے! اور انہیں یہاں کئے جانے والے کرم جو وہ لوک سنگرہ کے لئے کرتے ہی رہتے ہیں - ایسا ابھیمان نہیں کرتے۔

ارتھات:- وہ کرموں سے نہیں بندھتے، اس لئے وہ کرم کرتے ہوئے بھی اکرتا ہی رہتے ہیں - اور اسی بُدھی سے منش یہ کرم کرتے ہوئے بھی اُن سے نہیں بندھتے!!

اور منشیوں میں وہی بُدھیمان ہے، جس کے سمپورن کارنیہ کامنا اور سنکلپ سے رہت ہیں اور وہی اُدھیہ گتی کو پراپت ہو سکتا ہے!

گیان پرکاش (مسلسل)

شری بھاگ مل سائینی

اے آتما! جن بے عقلوں کو اپنی اصلیت، اس قالب انسانی میں آنیکے اصلی مقاصد اور اس چند روزہ زندگی کے سچے فرائض تک کی کچھ خبر نہیں ہے، وہ حسین اور خوبصورت استریوں کو دیکھ کر شہوت نفسانی کو اپنے میں بڑھا لیتے ہیں۔ جہالت کا پردہ ان کی عقل پہ کچھ ایسا پڑ جاتا ہے، کہ ان میں آرام مانتے اور اپنے آپکو خوش قسمت جانتے ہیں۔ جس طرح کتا خشک ہڈی کو چباتا ہے جسکی نوکیں منہ میں چبھتی جاتی ہیں، مسوڑھیں کا گوشت پھٹنے سے خون بہتا ہے، اس کو چاٹ کر وہ ہڈی کا ذائقہ جانتا ہے، اور خوش ہوتا ہے، اسی طرح نادان شہوت پرست مباشرت کرنا، اور اس جلد زائل ہو جانے والی لذت میں مست ہو کر تکلیف کو آرام خیال کرتا ہے۔ عمر گیا اپنی طاقت ہیں کمی دیکھتا ہے، مگر ذرا نفرت نہیں، بلکہ بدمست ہو جاتا ہے۔ مگر یہ عیش و عشرت کے سامان، یہ دنیا کے راگ رنگ، یہ دل کو لبھانے والی لذتیں، سب قوس و قزح کے چمکیلے، سہاونے رنگوں کی مانند بے قیام، پانی کے بلبلے کی طرح بے بنیاد یا بجلی کی چمک کی طرح سریع الزوال ہیں، اس لئے ان میں اپنا دل الجھانا عبث ہے۔ ......

...... ایسے عقل کے دشمن ساری عمر آتش عشق میں جلتے مصیبتوں کے شکار بنتے، اور دوزخ کی آگ میں جلتے ہیں۔ یا پرماتما! دشمن کو بھی تو اس راہ پہ نہ ڈالیو۔ اے آتما! اپنی عمر عزیز کو یوں ہی نہ گنوا دینا۔ ان حسینوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے اور انکے حسن و جمال اور ناز و ادا کے تذکروں تک سے بھی سخت پرہیز کرنا، نہیں تو خنجر مژگان کی چوٹ جگر پہ کھا کر بری طرح گر پڑو گے۔ اور دل تھامتے ہی رہ جاؤ گے۔ بیچارے وان پرش ان کو مایا کی موہنی مورت یا تکلیفوں کی مجسم صورت جان کر ان سے دل نہیں لگاتے۔ اور پری پیکروں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔ "تمہارا یہ جادو محض سیدھے سادے، بھولے بھالے دلوں پہ ہی چل جاتا ہوگا۔ کہیں نہیں! بلکہ کوتہ اندیشوں، کم سمجھوں اور عقل کے دشمنوں کے دلوں پر ہی اپنا اثر ڈالتا ہوگا۔ کن دلوں پہ؟ ــــ جن بیچاروں نے زمانہ کے نشیب و فراز کو نہیں دیکھا ہے، جو اس تباہ کرنے والے اور دین و دنیا سے کھو دینے والے عشق اور آنے والی مصیبتوں سے ناواقف ہیں۔ ــــ کن کے دلوں پہ؟ جو قانون قدرت سے محض بے بہرہ ہیں۔ جنہیں عذاب و صواب کی تمیز نہیں ہے۔ ــــ جن بدنصیبوں کی قسمت میں دنیا کی مصیبتیں ہی مصیبتیں جھیلنا لکھی ہیں۔ ہاں۔ ہاں! بڑے بڑے عاقل، بڑے بڑے عالم۔ بڑے بڑے عابد و زاہد بھی تمہاری زلف گرہ گیر میں تو آ پھنستے ہیں۔ مگر نہیں، نہیں، وہ در اصل عاقل ہی نہ ہوں گے۔ وہ عالم ہی نہ ہوں گے، وہ عابد و زاہد نہ ہونگے! جو تمہاری نگاہ ناز پہ دل نثار کر بیٹھتے ہیں۔ عاقل کسی مہ لقا کے چہرہ پہ کالی کالی زلفوں کو جھٹکا ہوا دیکھکر سمجھتا ہے کہ یہ مجھے اشارہ کر کے بتا رہی ہیں، کہ جاہل سے ڈستے کو ہم کالا ناگ، اور قید خانہ دنیا میں پھانسنے کو ہم طوق و زنجیر ہیں۔ مگر عاقل کے لئے ہم رہنما و رہبر ہو کر اسکو سمجھاتی ہیں، کہ دیکھ نور پرماتما، جو تجھ میں اور سب میں ہے، اس کو لذات دنیاوی و خواہشات نفسانی کے سیاہ ابر نے ٹھیک اسی طرح تیری نظر سے اوجھل کر رکھا ہے۔ جس طرح ہم نے اس مہ جبیں کے چہرہ کے کسی کسی حصہ کو دیکھنے والوں کی نظر سے چھپا رکھا ہے۔ پس تو اوس پاک نور کے دیکھنے کو کہیں ادھر ادھر بھٹکتا نہ پھر، وہ تجھ سے کہیں دور نہیں ہے، صرف پردہ نفسانیت اٹھا کر دیکھنے کی دیر ہے۔ پھر جب چاہے دیکھ لے۔ ؎

زنگ امکاں سے ذرا آئینۂ دل صاف کر
شاہد ہستی کی اس میں دیکھ پھر جلوہ گری

گیانی اور وچار وان پرش عورت کی خوبصورتی میں بھگوان کا واس دیکھتے ہیں۔ کیونکہ عورت خوبصورت خود نہیں، بلکہ خوبصورتی بھگوان کی ہے اور بھگوان ہے، جیسا کہ سوامی شیوانند جی فرماتے ہیں:۔

"Think, that the beauty in her face is the beauty of the Lord. Beauty is God. Women brings the message that God is beauty of beauties. Woman is the symbol of beauty. There should not be any lustful look. The angle of vision must be changed. Then, there will be Perfection, Bliss and the knowledge of his ownself."

ارتھات:۔ گیانی اور شدھ ہردے والے کو عورت کی خوبصورتی گویا بھگوان کی جانب بلاوا ہے۔ اُسے دیکھ کر اُس کو بھگوان کے سروپ کا خیال آتا ہے، اور یہ خیال اور ذرا گہرا ہو کر بھگوان کے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ ایسی شُدھ اور آنند دایک درشٹی پھر وشے بن میں کیوں بھٹکا کرے۔ اُس کے لئے بقول شری گورو نانک دیو جی مہاراج سے

"کت جایئے رے گھر لاگو رنگ ۔ میرا چت نہ چلے من بھیو پنگ"

والا معاملہ ہو جاتا ہے۔

اے آتما! اپنے ویریہ کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ اس کی رکھشا آپکی رُوحانی و اخلاقی بزرگی کو چار چاند لگا دے گی۔ اس کو بے پرواہی سے کام میں لانے والا انسان کبھی با صحت اور جاذب نگاہ نہیں رہ سکتا اور راستہ میں ہی موت اُسے آلیتی ہے۔ ہر گھڑی ناپاک جذبہ کے زیر اثر اس کو چھیڑنا اور خرچ کرتے رہنا، خودکشی کے برابر ہے۔ اس ہیں سیلاب اور طغیانی پیدا کرنے والے حالات اور جذبات سے دُور رہو۔ اس کی باقاعدہ حفاظت کئی طرح کے مروجہ کایا کلپوں سے بڑھ چڑھ کر مجرب ہے۔ برہمچریہ کا بُری طرح ستیاناس کرنا وہ ستم ڈھاتا ہے کہ رستم اور سہراب کے تیغ ہائے آبدار نے میدان جنگ میں نہ ڈھائے ہوں گے۔ جرمنی، جاپان، امریکہ وغیرہ ممالک کے مردم آزار ہتیاروں نے ابھی تک اتنی تباہی، بیرحمی کے باوجود بھی اتنی انسانی جانوں کا نقصان نہیں کیا، جتنا کہ ویریہ کے عرصہ دراز کے بے تحاشہ اتلاف نے کیا ہے۔ (جاری رہے گا) +

نوٹ:۔ ..... اے نازنینو! تم میں وہ کونسا کرشمہ ہے، کہ تمہارا ذکر بھی دلوں کو بے قابو کر دیتا ہے۔ اے گوری گوری حسین صورتو! تم نے یہ دوسروں کو موہ لینا کہاں سے سیکھا ہے۔ اے نازک اندامو! آخر تم میں وہ کونسا وصف ہے، کہ تمہیں دلوں کو چھین لیتے دیر نہیں لگتی۔ اے حُسن کی دیویو! تم ہی بتاؤ کہ تم میں وہ کونسی قوتِ دلربائی ہے، کہ تمہاری تعریفیں بھی دوسروں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ اے خوبرو! تمہیں وہ کونسا موہنی منتر آتا ہے کہ جس پر پھونکا، وہی متوالا ہو گیا۔ اے عالم افروز حسن! تو کس بلا کی چیز ہے کہ انسان کو انسانیت سے خارج کر کے حیوان بنا دیتا ہے۔ حیوان کھاتا پیتا، چلتا پھرتا تو ہے، مگر تیری بدولت انسان اس قابل بھی نہیں رہتا، اُسکا رُتبہ حیوانات، نباتات اور جمادات سے بھی گذر جاتا ہے۔ کیونکہ نباتات میں قوتِ نشو و نما تو ہوتی ہے مگر اس میں یہ بھی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ سوکھ سوکھ کر پنجر ہو جاتا ہے۔ جمادات کسی کام میں تو آجاتے ہیں، مگر انسان کمبختی کا مارا کسی مرض کی دوا نہیں رہتا۔ افسوس! انسان جو اس دُنیا میں اشرف المخلوقات سمجھا جاتا ہے، ساری کائنات سے بدتر ہو جاتا ہے۔ ہائے غضب! اعلیٰ ترین مرتبہ سے یہ ادنےٰ ترین رُتبہ۔ حیف!! کس بے اصل چیز پر یہ ذلت۔ اے دلربائو! جب تمہارے حسن کی تعریف ہی یہ آفتیں برپا کرتی ہیں، تو تمہاری تیکھی چتونیں تمہاری جادو بھری آنکھیں، تمہاری بجلی گرانے والی نظریں، تمہاری ترچھی نگاہیں نہ معلوم کیا کیا غضب ڈھاتی ہوں گی!

نوٹ ۲:۔ برہمچریہ کو دائم و قائم رکھنے کیلئے کسی غیر کی عورت کو للچائی ہوئی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئیے، اور نہ ہی اُس سے ٹھٹھا مخول کرنا چاہئیے۔ ورنہ تم نفسیات کے بند

(فٹ نوٹ آگے صفحہ ۴۳ پر)

دُنیائے دُوں!

از
مہاتما شہنشاہ جی مہاراج

دُنیائے دُوں سے نہ دِل کو تم لگانا دیکھنا ☆ جال ہے اِس میں نہ خود کو تُم پھنسانا، دیکھنا
آبرُو نہ مُفت میں اپنی گنوانا - دیکھنا! ☆ دھوکا ہے، دھوکے میں اس کے تم نہ آنا، دیکھنا
دِل ہی گر دینا ہے - اہلِ دِل کو دینا دیکھنا
ورنہ اپنے پہلو میں ہی رہنے دینا دیکھنا

فعلِ بد سرزد ہو گر تو جُوتے لگواتی ہے یہ ☆ کام گر ہو اچھا، پھر بھی نام دھرواتی ہے یہ
ہر طرح اپنی غرض، چالاکی دِکھلاتی ہے یہ ☆ دام میں سَو سَو طرح انسان کو پھنسواتی ہے یہ
پہلے تو ناز و ادا دِکھلا کے بھرماتی ہے یہ
پیچھے اپنے عاشقوں سے خاک چھنواتی ہے یہ

بدمزہ ہے زندگانی، اس کی جو چاہے اُسے ☆ ذائقہ اس کا نہ سُدھرے جو کبھی کھائے اسے
ہے یہ لڈّو ریت کا، کھائے تو پچھتائے اسے ☆ گر نہ کھائے تو بھی روئے، اور چِلّائے اسے
روئے عاشق اس کا جو غُصّہ کبھی آئے اسے
رونا دھونا اپنے عاشق کا سدا بھائے اسے

جو ملے گا - اس سے آخر، اُس کو چھل دے جائے گی ☆ جانِ شیریں لے کے بھی بالکل نہیں شرمائے گی
پاس جو بیٹھے گا اس کے اُس کو بھی تڑپائے گی ☆ اور جو بھاگے گا اس سے اُس کو بھی پھسلائے گی
داؤ اور پیچ میں نیچا اُسے دِکھلائے گی
بے طرح ظالم غرض دھمکائے گی، کلپائے گی

ہے یہ ناگن پھانس سے اس کی بچا نہ ہیر مرد ☆ ڈنگ بچّے کو بھی مارا اور کھایا پیر مرد
سامنے پڑتا نہیں، خواہ کیسا ہو گمبھیر مرد ☆ جیتنا مُشکل ہے، خواہ کیسا ہی ہو رندھیر مرد
ایک نہ اس کو لگے جو لاکھوں مارے تیر مرد
موم ہے اس کے لئے کیسا ہو آہنگیر مرد

دَم میں اسکے آ کے بیدم ہو گئے چالاک بھی ☆ ہار مانے اس سے اکثر ظالم و بیباک بھی
دُم دبا کر بھاگیں اس سے جابر و سفاک بھی ☆ کھائے گردش اس کے آگے گردشِ افلاک بھی
ڈرتے رہتے اس سے ہیں ناپاک بھی اور پاک بھی
ہیں جُھکاتے سر یہاں محتاج بھی اِملاک بھی

شائق ہیں اِسکے سبھی پیر و جواں ۔ خورد و کلاں ! بیٹا بیٹی باپ ماں، سالا خسر بی بی میاں
اس کے آگے تیر سے سرکش بھی ہیں یار و کماں ہے یہہ وہ آتش بکھیرے دم میں آتش کا دھواں

چھکّے اِس سے چھوٹتے ہیں عاقلوں کے بیگماں
اور ہے خطرے میں اِس سے یار جانِ جاہلاں

دھوکے کی ٹٹّی ہے دُنیا ہیں سبھی اس کا شکار جائے گی یہہ دیکھتے ہی دیکھتے سب کو ڈکار
اِس کو ہی کہتے ہیں عاقل بحرِ ناپیداکنار گو نظر آتی ہے گلشن ۔ دراصل ہے دشت و خار

ہے یہ مد کی بھٹّی بچنا صوفی گمرہ ہے یار
ہے یہ مارِ آستیں مُنہ نہ لگانا زینہار

ہیں ہماری دُور سے اِس نازنیں کو سَو سلام ہم غلام اُس کے ہیں یارو، جو نہیں اس کا غلام
اے شہنشاہ اِس صنم کا بھُول کے لینا نہ نام خام بھی جو پُختہ ہے، اور پُختہ بھی ہوتی ہے خام

رستہ حق نے ہے دِکھایا گو بڑا ہے اسکا دام
رام ہے جس کی یہ رمنی وہ سدا اپنا ہے رام

بچنا ہے اس سے تو اس کو بھُول کر مُنہ مت لگا ! ہے دیا بچنے کا رستہ حق نے یہ تیرے بتا
پھیرنا رُخ اس طرف سے پانا ہے بس ذائیکا پیش خیمہ ہے لگانا اس سے دِل آفات کا

جو نظر حق سے ملائے ڈر اُسے کس بات کا
خوف ہے اس کو جو عاشق ہے اندھیری رات کا

اس سے بچنے کی تمنا گر تمہیں ہو میری جان ! بھید اس کا ہم بتا دیں کھول کے تو سُن لے کان
جب ستانے کچھ لگے تجھکو یہ تیری مہربان دانتوں کے نیچے دبا کے اُس گھڑی اپنی زبان !

یاد کر اِسکا سلوک اور پڑھ لے یہ مہرابیاں
پھر جما آسن و کر تُو قادرِ مطلق کا دھیان

اس عمل سے قلبِ مضطر کو ترے ہوگا قرار اور اِس سے چل نہیں سکتا کبھی بھی اِس کا وار
جیتی بھی ہو اُس نے بازی تو بھی جاوے تجھ سے ہار بلکہ تیرے سامنے ہووے گی بالکل شرمسار

بحرِ غم سے ہوگا فوراً ایسا کرنے سے تُو پار
گو کہا ہم نے ہے سب کچھ ہے و لے تُو مختیار

اوم کا حلقۂ ست سنگ!

(نوٹ) :۔ "اوم" کے پریمی اگر کسی رُوحانی مسئلہ کے متعلق خصوصاً ویدانت یا فلسفہ کے کسی سوال کے متعلق وضاحت یا تشریح چاہتے ہوں تو وہ اپنا سوال مختصر الفاظ میں لکھ کر مجھے بھیج دیں۔ "اوم" میں اس کا جواب شایع کر دیا جائے گا۔ رُوحانی متلاشیوں کے لئے بے نظیر موقعہ ہے۔ میرا پتہ :۔ دیوان پنڈی داس چڈھہ 29/W 6۔ نئی دہلی ۔12

سوال :۔ بھگوت گیتا میں کرشن بھگوان فرماتے ہیں۔ "تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آجا۔ میں تمہیں سب پاپوں سے مُکت کر دوں گا۔ تو فکر نہ کر۔" تو کیا دھرم کو چھوڑ کر ہی انسان پاپوں سے مُکت ہو سکتا ہے؟

جواب :۔ دھرم وُہ ہے، جو کہ دھارن کیا جاتا ہے۔ جبتک انسان فرائیض کی دُنیا میں ہے، کئی قسم کے فرائیض یا دھرموں کی پابندی اُس پر لازمی ہے۔ لیکن آتما کی ذات پاک میں کسی پابندی کو دخل نہیں ہے۔ اور نہ ہی آتما کا کوئی فرائیض یا دھرم ہے۔ جب انسان آتم گیان سے ہر قسم کی پابندی سے بالاتر ہو جاتا ہے اور اُسے خود اپنی ذات (آتما) میں ہی استھان ملتا ہے، یعنی جب اُسے کیول پد (خود اپنی ذات حقیقی) پراپت ہوتی ہے تو پاپ اُسے چھو نہیں سکتے ہیں۔ لہذا جب بھگوان کرشن فرماتے ہیں کہ تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آجا، تو اُن کا یہی مطلب ہے کہ تو آتم گیان کے ذریعہ کرم بندھن سے آزاد ہو جا، تاکہ تجھے اپنی ذات حقیقی میں قیام نصیب ہو سکے۔ اور پاپ پھر تجھے چھو نہ سکے۔ شری بھگوت گیتا میں لفظ "میں" سے ہر جگہ آتما سے ہی مُراد ہے۔ کیونکہ بھگوان فرماتے ہیں کہ میں ہی سب جیووں کے اندر سمایا ہوا اِس سنسار چکر کو اس طرح سے چلا رہا ہوں، جیسے کہ کمہار چکر کو چلاتا ہے۔ صرف آتم گیان سے ہی انسان جیون کی پابندیوں (دھرموں) سے آزاد ہو سکتا ہے، اور صرف خود شناسی سے ہی پاپ سے مُکت ہو سکتا ہے!

سوال :۔ جب کہ پرماتما کی ذات میں بدی کو دخل نہیں ہے تو دُنیا میں بدی کہاں سے آگئی؟ ایسی دُنیا جو کہ اُس ذات پاک کی بنائی ہوئی ہے، بدی سے پاک ہونی چاہیئے۔

جواب :۔ منشور مثلثی سے جب سفید رنگ کی کرن گذرتی ہے، تو سات رنگ نظر آتے ہیں۔ اب آپ بتایئے کہ کیا سفید یا بے رنگ کرن یا شعاع میں رنگ موجود ہیں یا کہ نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ صرف تکونے شیشہ میں سے گذرنے پر ہی رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ گوناں گوں سلسلہ عالم ہمارے من کی تخلیق ہے۔ ہمارے من کے فعل سے ایک ذات واحد کثرت میں رُونما ہوتی ہے۔ اور ہمارے من کے فعل سے ہی یہ عالم ضدین پیدا ہوتا ہے، جس میں کہ نیکی اور بدی کی تمیز پیدا ہوتی ہے ورنہ وُہ ذات پاک آتما نیکی اور بدی دونو سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی مصور چاہے کہ صرف روشنی سے ہی ایک فوٹو طیار کر لے تو ممکن نہیں ہے اور اگر وُہ چاہے کہ تاریکی یا سایہ سے ہی فوٹو یا تصویر بنا لے تو ممکن نہیں ہے۔ تصویر کی طیاری میں دونو کی مناسب آمیزش ضروری ہے۔ اب نُور (روشنی) تو اُس ذات پاک کی فطرت ہے۔ اور تاریکی ہماری ذات سے پیدا ہوتی ہے۔ قدرت یا پرماتما نے ہمارے من میں جذبات (کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار) اس لئے پیدا کر رکھے ہیں کہ ہم اِن پر غالب آکر رُوحانی ترقی کریں۔ ہر قسم کی ترقی صرف مخالفت پر غالب آنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر انسانی من میں مخالفت کا کوئی اصُول نہیں ہے تو کوئی رُوحانی ترقی بھی ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔ اب اگر ہم خود ہی اس مخالفت پر غالب آنے کی بجائے اس مخالفت (کام۔ کرودھ وغیرہ) کی متابعت کرنا شروع کر دیں، تو بدی تو ہم خود پیدا کرتے ہیں۔ پرماتما نے تو ہمارے لیے نیکی یا رُوحانی ترقی کا سامان پیدا کیا تھا۔ لہذا بدی کو پرماتما یا خالق کی ذات سے منسوب کرنا صرف جہالت کی علامت ہی ہے۔ پرماتما نے تو یہ ساری رچنا ہماری رُوحانی بہتری کیلئے

ہی رچی ہے۔ جب ہم اس کا نامناسب استعمال کرتے ہیں تو دکھ پاتے ہیں۔

سوال:۔ ویدانتی لوگ کہتے ہیں کہ جگت متھیا ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا ہے کہ یہ جگت جس کو ہم سامنے دیکھتے ہیں، کس طرح سے متھیا ہو سکتا ہے۔ کرپا کر کے لفظ "متھیا" کی تشریح کریں۔

جواب:۔ متھیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ شونیہ ہے۔ متھیا سے یہ مراد ہے کہ ہمارے من کے فعل سے علیحدہ جگت کی کوئی آزاد ہستی نہیں ہے۔ ہمارے من کا فعل ختم ہونے پر جگت بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عالم صرف عالمِ معلومات ہے۔ ہمارے حواسات کی شہادت ہے۔ حواس خمسہ یعنی پنچ گیان اندریوں کی تخلیق ہے۔ گویا یہ جگت صرف ہمارے من کی تخلیق ہے۔ بذاتِ خود ہست نہیں ہے۔ یہی نسبتی ہستی اس کا متھیا پن ہے۔ اصلی معنوں میں صرف وہی آخری حقیقت (برہم) ہی ست ہے۔ یعنی صرف وہی بذاتِ خود قائم ہے، اور وہ ذات ہمارے من اور بدھی کی پہنچ سے پرے ہے۔ اس میں دیش۔ کال اور علت معلول کو دخل نہیں ہے۔ یہ دیش۔ کال اور علت معلول کا سلسلہ ہمارے من سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی جگت ہے اور یہی متھیا ہے۔ بذاتِ خود ہست نہیں ہے!

سری نگر سے شریمان جواہر لال کول لکھتے ہیں۔

سوال:۔ "ادم" کا پورا ارتھ لکھیں:۔

جواب:۔ شبد "اوم" کے اُچارن کے لئے گلے۔ تالو۔ اور ہونٹوں سے آواز نکل کر لب بند ہو جاتے ہیں۔ گویا آواز نکالنے کی جگہ کو حرکت میں آنا پڑتا ہے۔ لیکن زبان نہیں ہلتی ہے۔ اسی طرح سے اوم کے پورے معنی بیان کرنے میں زبان بے بس ہے۔ خواہ آواز پیدا کرنے ساری مشینری حرکت میں آوے۔ یوں تو چاروں وید صرف ایک شبد اوم کی ہی تشریح یا وضاحت ہیں۔ لہٰذا اس کے پورے ارتھ کون بیان کر سکتا ہے۔

سوال:۔ کیا دیوتا بھی منش بن سکتا ہے؟ اور اگر بن سکتا ہے تو کس طرح؟

جواب:۔ ہر منش (انسان) پہلے ہی دیوتا ہے، وہ اس حقیقت سے صرف نا آگاہ نہیں ہے۔ ہمارا من مہا دیو ہے یعنی قدرت کی سب سے بڑی شکتی ہے۔ جب انسان اپنی مخفی طاقتوں سے آگاہ ہوتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی ذات برہم کی ہی مظہر ہے، اور سب دیوتا اسی میں سمائے ہوئے ہیں۔

سوال:۔ کیا کرم مکتی کا کارن نہیں ہے؟

جواب:۔ کوئی کرم خواہ اچھا ہو، خواہ برا ہو، مکتی کا کارن نہیں ہو سکتا ہے۔ اچھے کرم من کی شدھی کیلئے ہوتے ہیں لیکن مکت تو انسان پہلے ہی ہے آتما تو کبھی بندھن میں آیا ہی نہیں ہے۔ جب انسان کو اس حقیقت کا عین الیقین ہو جاتا ہے کہ وہ نت شدھ مکت ہے۔ اسی وقت وہ بھو ساگر سے پار اتر جاتا ہے یہی گیان جیو اور برہم کی ایکتا کا گیان ہے۔ بندھن تو محض بھرم مانتر ہے! آتما تو نہ کبھی بندھن میں آیا ہے، نہ آسکتا ہے۔

دل کی دھڑکن!

پریشانی گھبراہٹ۔ صفراویت کیلئے

استعمال کریں

اکسیر قلب

لاکھوں کی آزمائی ہوئی دوا

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

گاندھی دواخانہ 152-ڈی کملا نگر۔ دہلی

منی اُتنک

سوویر نگر میں ایک سُندر باغیچہ میں بھگوان وشنو کا مندر تھا۔ اسی باغیچہ میں مُنی اُتنک جی رہتے تھے۔ اُتنک جی پرم شانت، پرم دیالو، گیانی، بھگوان کی سیوا میں لگے رہنے والے تپسوی مہاتما تھے۔ اُن کا من ہمیشہ بھگوان کے چرنوں میں ہی لگا رہتا تھا۔ اُن کی تمام کریائیں بھگوان کے لیے ہوتی۔
ایک دن کنک نامی ڈاکو مندر کے پاس سے گزرا۔ وہ بڑا ہی دُشٹ اور کرور سُبھاؤ تھا۔ اور دھن چھین کر منشوں کو جان سے مار ڈالتا تھا۔ وہ دلیر تھا، برہمن، گورُو کسی کو بھی نہ مانتا تھا۔ مندر کے اوپر سونے کا کلش دیکھ کر اُس ڈاکو نے سوچا کہ اس مندر کے اندر بھی بڑا دھن ہوگا۔ رات کو مندر لوٹنے کے لئے اندر گیا۔ اُس وقت مہاتما اُتنک مندر میں بیٹھے ہوئے بھگوان کا دھیان کر رہے تھے۔ ڈاکو نے انہیں موت کے گھاٹ اُتارنے کا نشچہ کیا۔ اور تلوار سونت کر اُن کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب اُتنک مہاتما کا دھیان پھر بھی نہ ٹوٹا۔ ڈاکو نے مُنی کو دھکا دیکر پٹک دیا۔ اور اُن کی چھاتی پہ پاؤں رکھکر، اور ایک ہاتھ میں اُن کے بال پکڑ کر اُن کا سر کاٹنے کو تیار ہو گیا۔ اُتنک مُنی نے نیتر کھولے، اور ڈاکو کی طرف دیکھا۔ وہ نہ تو ڈرے اور نہ ہی رنجیدہ ہوئے۔ اُن سے آنکھیں چار ہوتے ہی کنک ڈاکو پہ مانو جادو ہو گیا۔ اُس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ وہ دور کھڑا ہو کر مہاتما کو آشچریہ سے دیکھنے لگا۔

بڑے ہی شیتل شبدوں میں اُتنک جی نے ڈاکو سے کہا۔

"بھائی! تم مجھ بے قصور کو کیوں قتل کرنا چاہتے تھے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ سنسار میں جو اپرادھ کرتا ہے۔ اُسی کو [illegible] ملتی ہے۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ میں نے آپ کا کوئی قصور نہیں کیا۔ اچھے لوگ تو پاپی کو بھی نہیں مارتے، بلکہ اُس کو پاپ سے [illegible] دیتے ہیں۔ دشمن میں اگر کوئی اچھا گُن ہو تو سجن لوگ اُس کے اُس گُن کی ہی تعریف کرتے ہیں۔ بھگوان آدی پرکار کرتے ہیں۔ جو ہر طرف سے ستایا ہوا ہونے پر بھی [illegible] کو معاف کرتا ہے۔ جس طرح چندن کا برکش اپنے کاٹنے والی کلہاڑی کے منہ کو بھی خوشبو سے بھر دیتا ہے۔ ایسے ہی اچھے پُرش کسی سے ستائے جانے پر بھی اُس کے ہت کی بابت سوچتے ہیں۔ دُنیا میں کمزور کو ہی لوگ ستاتے ہیں۔ بلوان کی طرف تو کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بھائی تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اس پاپ کا کتنا بھینکر پھل ہوگا۔" ست سنگ کی مہان اپار ہے۔ مہاتما اُتنک کی گفتگو کا اثر اُس ڈاکو پر اتنا پڑا کہ وہ پشچاتاپ کرتا ہوا اُن کے چرنوں میں گر پڑا۔ اور اپنی کی ہوئی کا رگذاریوں کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ کہنے لگا۔ "میں بڑا نیچ ہوں، میں نے بڑے بڑے پاپ کئے ہیں بھگون مجھ پر دیا کرو۔ سوائے تمہارے میرا کوئی سہارا نہیں" اور مارے دُکھ کے دھڑام سے گر پڑا۔ اور ایک دم اُس کے پران نکل گئے۔ انت سمے بھگوان کا سمرن اور پاپوں کا پشچاتاپ کرتے ہوئے اس کی مرتیو ہوئی۔ اس لئے وہ سدگتی کو پراپت ہوا۔

اُسی سمے بھگوان اُتنک مُنی کے سنمکھ پرگٹ ہو گئے۔ اُن کے بہت ہی سُندر روپ کو دیکھکر مُنی گدگد ہو گئے! "رکھشا کرو" ایسے کہتے ہوئے بھگوان کے چرنوں پر گر پڑے۔ بھگوان نے اُن کو اُٹھا کر اپنے ہردے سے لگا لیا۔ اور وردان مانگنے کو کہا۔ مُنی نے بڑی نمرتا سے کہا۔ "پربھو! آپ مجھے موہت کیوں کرتے ہیں۔ مجھے کوئی وردان نہیں چاہئے۔ جنم جنمانتر سے میری آپکے چرنوں میں اچل بھگتی سدا بنی رہے۔ میں کیٹ۔ پتنگ، پشو، پکشی، سرپ، اجگر، راکشش، پشاچ یا منش کسی بھی جُونی میں رہوں، ہے کیشو! آپکی کرپا سے سدا آپ کے چرنوں کی بھگتی بنی رہے۔"
بھگوان بہت ہی پرسنن ہوئے۔ اپنا دویہ شنکھ مُنی کے شریر سے سپرش کر کے بھگوان نے مُنی کو بھگتی کے وردان کے ساتھ پرم دُرلبھ گیان بھی پردان کیا۔ مُنی کی پوجا سویکار کر کے بھگوان انتردھیان ہو گئے۔ بھگت سریشٹھ اُتنک مُنی شیش جیون بھگوان کی سیوا میں وتیت کر کے انت میں بھگوت دھام پدھار گئے!!

(ادم شرم)

مہرشی اگست

از شری بھگونت

مہرشی اگست ویدوں کے منتر درشٹا تھے۔ انکی پیدائش کے بارے میں محققین کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی جگہ تو منتر اورن کے ذریعے وششٹ کے ساتھ اُتپتی بیان کی جاتی ہے۔ اور کسی جگہ پولست کی پتنی ہاور بھوگ کے گربھ سے وشروا (راون کا باپ) کے ساتھ اُن کا جنم ہونا کہا جاتا ہے۔ اُن کی زندگی کے کئی مافوق الفطرت واقعات بتائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ہم یہاں کرتے ہیں:-

۱- ایک دفعہ جب اندر نے برتاسر کو مار ڈالا۔ تب کالیے نام دیت نے سمندر کا سہارا لیکر رشیوں منیوں کا ناش کرنا شروع کیا۔ وہ دیت لوگ دن میں تو سمندر میں چھپے رہتے، رات کو وہ جنگلوں میں گھس جاتے اور جپی تپی رشی مہاتما، سادھوؤں کو ہڑپ کر جاتے۔ انہوں نے وششٹ، چیون، بھاردواج وغیرہ رشیوں کے ڈیروں پر چھاپہ مار کر کو اتیت دُکھ دیا۔ تب دیوتاؤں نے مہرشی اگست سے پرارتھنا کی۔ کہ ہمیں اس دُکھ سے مکت کرائیے۔ تب اگست منی نے اپنے یوگ بل سے تھوڑا بہت ... سمندر کو ایک چلو میں پی لیا۔ تب دیوتاؤں نے جاکر کئی دیتیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ باقی اُٹھکر بھاگ کھڑے ہوئے۔

۲- ایک دفعہ برہم ہتیا کے کارن اندر کے اندر آسن سے گرائے جانے پر راجہ نہوش اندر بنے تھے۔ اندر پدوی پاکر راجہ نہوش نے پتی برتا اندر رانی کو اپنے حلقہ زوجیت میں لانے کی خواہش کی۔ اندر رانی اس سے بڑی بے چین ہوکر برہسپتی کے پاس گئی۔ اور وہاں سے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کا اُپائے پوچھا۔ تب برہسپتی نے اُسے ایک تجویز بتائی کہ وہ راجہ نہوش سے ایسا کہے کہ اگر اس کو میری چاہ ہے۔ تو ایسی پالکی پر سوار ہوکے آوے۔ جس کو رشیوں اور منیوں نے اُٹھایا ہوا ہو۔ جس پر راجہ نہوش نے رشیوں منیوں کو پکڑ بلایا۔ اور سواری میں جوت دیا۔ اور کام کے مد میں رنگے ہوئے نہوش نے جلدی پہنچنے کی خاطر رشیوں منیوں پر کوڑے برسانے شروع کر دئیے۔ اور جلدی کے لئے سرپ سرپ شبد کا استعمال کیا۔

مہرشی اگست سے منیوں کی یہ دُرگت دیکھی نہ گئی۔ اور جھٹ راجہ نہوش کو سراپ دیا کہ وہ سرپ ہو جائے۔ اسی طرح سے انہوں نے ... سماج کی مریادا کو قائم کیا۔

۳- بھگوان شری رام بن باس کے سمے اگست رشی کے آشرم پر پدھارے اور اُنہوں نے بڑی شردھا بھگتی اور پریم سے بھگوان رام کا سواگت ستکار کیا۔ اور انہوں نے بھگوان رام کو کئی طرح کے شستر و استر دئیے۔ اور سوریہ اُپستھان کی ودھی بتلائی اور بھگوان رام نے لنکا کے یدھ میں ان استروں شستروں کی مدد سے راون پر وجے پائی

۴- مہرشی اگست نے اگست سنگھتا نامی گرنتھ اپاسنا کیلئے لکھا ہے۔ جو بڑا اصولیہ اور مستند ہے

ریویو — ان سائیڈ ورنداون

"اوم" کے سوپرینہ اور کہنہ مشق ادیب اور شاعر شری جگن ناتھ صاحب کھنہ صفی بی۔ اے، بی۔ ٹی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کا نتیجہ فکر ہے۔ کتاب کیا ہے۔ کرشن پریم سے چھلکتا ہوا ایک پیالہ ہے، جس کے ایک ایک لفظ اور سطر سے پریما مرت ٹپک رہا ہے۔ ہندی بھاشا میں تو اس موضوع پر متعدد کتب موجود ہیں، لیکن انگریزی زبان میں، اور وہ بھی نظم میں یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ زبان نہایت شستہ اور عام فہم اور طرز بیان نہایت دلکش اور موثر ہے۔ انگریزی داں اصحاب کیلئے جو ہندی سے بے بہرہ ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ ازبس مفید ثابت ہوگا۔

ہم پُر زور سفارش کرتے ہیں کہ کتاب زیر تبصرہ کی کاپیاں نہ صرف سرکاری اور غیر سرکاری درسگاہوں کے کتب خانوں میں رکھی جائیں، بلکہ نصاب تعلیم کی کتب میں بھی اسے جگہ دی جائے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کتاب زیر تبصرہ کے متعلق یو۔پی کے بڑے بڑے کالجوں کے نامی اور فاضل پروفیسر صاحبان نے بڑے شاندار پیرایہ میں اپنی قیمتی آراء کا اظہار کیا ہے اور مصنف کو داد دینے میں بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے۔ انکی قابل قدر آرا کتاب کے اخیر میں بطور تتمہ درج ہیں اور کتاب کی ادبی اور معیاری محاسن کی ضامن ہیں۔ کتاب زیر تبصرہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگرچہ اسکا مضمون پرانا ہے، لیکن اسکے قابل مصنف نے اپنی جدت طبع اور زور قلم سے اسمیں ایک خاص کشش اور اچھوتا پن پیدا کر دیا ہے، جس کیلئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ محترم صفی صاحب کا کلام اردو، سندھی اور فارسی میں تو قارئین "اوم" کے سامنے آتا ہی رہتا ہے۔ یہ کتاب لکھکر انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انگریزی زبان پر انہیں کتنا عبور حاصل ہے۔ کتاب کی چھپائی عمدہ اور قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ کتاب دفتر رسالہ اوم سے بھی مل سکتی ہے۔

ایڈیٹر رسالہ "اوم" دہلی

بھگوان ویدویاس جی کے چرنوں میں

از قلم
شری لوکناتھ دل
(خوشاب نواسی)
دہلی

(اننت گرنتھوں کے رچیتا۔ بھگوان ویدویاس جی کے چرنوں میں پوجا کے روپ میں شاعر کے آنسو۔ جن آنسوؤں کے دامن میں سچائی کے طوفان جھلک رہے ہیں۔ پرنتو وہ آنکھ والوں کو نظر آئینگے۔ بظاہر آپکو شکوہ دکھائی دیگا۔ باطن میں حقیقت کے درشن ہوں گے۔ کیونکہ نبّے فی صدی کتھا واچک آپ کو آجکل ایسے ملیں گے)

دھیان پوروک سمجھو! جو ہم سمجھاتے ہیں۔
اے — کھا کر چوٹ تار دل کے جو کچھ گاتے ہیں

آج کی پوجا نشدھ ہے اُدھ بھت پوجا!
اشرو دھار میں دل کے ٹوک بہے آتے ہیں

کسی پرکار بھی یوگیہ نہیں ہیں جو پوجا کے
آپ کے نام پہ پوجا اپنی کرواتے ہیں

برساتی کیڑوں کے سدرش اُتپن ہو کر
ویاس گدی کی شوبھا کھنڈن کیے جاتے ہیں

بال سنوار کے شیلو بنا کے سینٹ لگا کے
ویاس گدی پر بیٹھ کے آنکھیں مٹکاتے ہیں

گھڑی گھڑی دکھلاتے ہیں یہ گھڑی ہاتھ کی
بار بار ریشمی دوپٹہ سرکاتے ہیں

منگلاچرن کے بعد گیت فلمی چلتے ہیں
تلسی، میرا، سور کے پد انکو کھلاتے ہیں

آپکی رچناؤں سے ان کو بیر ہے شاید
اپنی تک بندی کے گولے برساتے ہیں

کہیں کی اینٹ، کہیں کا پتھر جوڑ جوڑ کر
چار پانچ آنے کی پستک چھپواتے ہیں

گرنتھا میں سدّھانت نہ اونچ کی جھانکی پھر بھی
کتھا واچک کے ساتھ کوی بھی کہلاتے ہیں

گیت یہ میں نے وہاں لکھا، یہ وہاں الاپا
بے تکی باتوں سے بات بنا جاتے ہیں

گا گا کر فلمی اشلیل دھنوں پر گانے
داتا ورن میں اک دُرگندھ سی پھیلاتے ہیں

رام، کرشن آدی کے گن تو گا نہیں سکتے
بھارت سنگھ کی ٹھوڑی بار بار گاتے ہیں

شوا پرتاپ کا نام نہیں ان کے بھجنوں میں
دھرو، پرہلاد کی گاتھاؤں سے گھبراتے ہیں

وید شاستروں کے درشن کر سکتے نہیں ہیں
کتھا وشارد کی دُم ساتھ لگا لاتے ہیں!

کچھ اپنے اتہاس کا ان کو گیان نہیں ہے
پر اتہاس کیسری بن کر آ جاتے ہیں

شدھ سنگیت کے نام سے بھی پریچت نہیں ہوتے
پر سنگیت رتن اور بھوشن کہلاتے ہیں

ریڈیو اسٹیشن کا مارگ تک نہ جانیں
نام کے ساتھ "ریڈیو سنگر" لکھواتے ہیں

"رگھوپتی راگھو راجا رام" الاپیں مکھ سے
"مہامنتر" ہے، جنتا کو یہ بتلاتے ہیں

فلمی دھن جب ہارمونیم پر بجتی ہے
ست سنگھی سب "سنیما" ہال پہنچ جاتے ہیں

مطلب رکھتے ہیں اپنے حلوے مانڈے سے
پھولتے ہیں۔ نوٹوں کی جھنکار جو ہی پاتے ہیں!

جنتا جائے کھائی میں یا گھور نرک میں!
یہ تو اپنا الو سیدھا کر جاتے ہیں

آپ نے دودھ پلایا، گھاس کے تنکے کھا کر
وش کرتے ہیں پرانت ہم ان کو دودھ پلا کر

ایک سچا واقعہ

عقیدت کا کرشمہ

از شری گیان چند رمپال
جرنلسٹ - ہوشیارپور

گذشتہ عرصہ قریباً ۲۸-۲۹ سال کا ذکر ہے، کہ موضع بھوریکے ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں مالن ایک غریب مسلم خاندان کی عورت تھی۔ اس کا خاوند بھی ایک غریب طبع آدمی تھا۔ مگر بڑا ہی دانشمند تھا۔ لوگوں سے انواع و اقسام کے دھارمک خیالات متعلقہ خدائی عبادت وغیرہ کے سننے کا دلی خواہشمند تھا۔ اپنے گاؤں میں معمولی کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا۔ یہی اُس کا ذریعۂ معاش تھا۔ اور ایشور کی یاد میں کچھ وقت صرف کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں میں اُس کی کافی عزت و توقیر تھی۔ علاوہ ازیں بچارے کا اگرچہ ایک ہی، آنکھوں سے اندھا لڑکا تھا، مگر بڑا ہی خوش و خرم رہتا۔ اور مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا۔ عوام میں چرچا ہو گیا۔ کہ یہ ایک خدا رسیدہ بزرگ ہے ....!

جنوری کا مہینہ تھا۔ موسم سرما خوب جوبن پر تھا۔ درست ہے کہ سردی ان ایام میں ہر ایک چیز کو زیر کر لیتی ہے۔ معاً مالن کو اپنے میکے سے ایک چٹھی آ گئی، کہ "چٹھی دیکھتے ہی فوراً میکے پہنچو!" چٹھی کیا تھی، گویا ملک الموت کا خط تھا۔ بس پھر کیا تھا۔ بچاری نے ایک چھوٹی سی گٹھڑی باندھی، اور گاؤں سے روانہ ہوئی۔ راستے میں جب گاؤں سے چار میل دور نکل آئی، تو ایک جٹا دھاری سادھو کو بیٹھا ہوا پایا۔ اس کے پاس دو تین آدمی بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

مالن سادھو کے پاس گئی، اور نمسکار کیا۔ سادھو نے آشیرواد دی اور کہا، کہ دیوی! تو کیا چاہتی ہے؟ مالن نے ہاتھ جوڑ کر کہا، بھگون، کچھ نہیں، مہاتما نے دوبارہ کہا۔ دیوی! گھبرانے کی کوئی بات نہیں، جو من کی آشا ہے، بخوشی کہو۔ آخر مالن نے عاجزانہ طور سے کہا "مہاراج! میرا ایک ہی چھوٹا سا لڑکا ہے، مگر وہ جنم سے نابینا (اندھا) ہے۔ آپ کچھ کرپا درشٹی کریں۔ اور میرے پیارے لختِ جگر کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو جائیں۔ تو آپ کی یہ شفقت تا زیست فراموش نہ کروں گی۔"

سادھو کیا تھے۔ سچے، پربھو کے بھگت تھے۔ دل میں کچھ سوچ کر "دیوی، جاؤ! ایک نہایت ہی سادھارن طریقہ ہے کہ اگر تم صدق دلی سے عمل کرو گی، تو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گی۔ ایشور سرو شکتیمان، تجھ پر مہربان ہوں گے، تمہاری دلی مراد پوری ہو جائیگی...... اور وہ یوں ہے... کہ "تم سیتلا مندر پر جل چڑھایا کرو"۔ اور منگل وار کو "برت" دھارن کیا کرو۔ پھر تم کو حقیقی گوہر مقصود مل جائے گا۔ اس میں ایک راز مضمر ہے، کہ تم صحیح معنوں میں دیوی کی پجارن بن جاؤ گی۔ اور اس بیسویں صدی میں پنجاب بھر میں شہرت کی مستوجب ہو گی!"

مالن اجازت حاصل کر کے سادھو کے آسن (استھان) سے روانہ ہوئی۔ اور شام کو منزل مقصود پر پہنچ گئی...... چپکے سے گھر میں داخل ہوتے ہی معلوم ہوا۔ کہ والد بزرگوار بستر علالت پر پڑے ہوئے ہیں۔ حکیم مرض کی تشخیص میں مشغول ہے۔ گھر کے دیگر عزیز و اقارب سکوت کے عالم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر انتہائی کوشش سے قدرے آرام آ گیا۔ تو سب کی جان میں جان آئی۔

چنانچہ مالن نے واپس جانے کی اجازت مانگی.... سب نے ہر چند روکا، مگر وہ چل پڑی،...... راستے میں پھر اسی سادھو کے استھان پر آئی۔ تو وہاں کچھ بھی نہ پایا۔ بہت ہی حیران و ششدر رہی۔ مایوسانہ انداز میں تمام مسافت پیدل طے کرنے کے بعد شام کو اپنے گھر پہنچ گئی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد ایک دن یکایک بیٹھے بیٹھے چونک پڑی، اور اُسے سادھو کی بات یاد آ گئی! کہ "سیتلا

مندر پر جل چڑھایا کرو" ــــ مگر، میں تو بھول گئی ہوں ــــ اوہو، پربھو! مجھ بدقسمت کو معاف کرنا ــــ مجھ ابھاگن سے سخت غلطی ہو گئی ہے۔ اب عفو تقصیر چاہتی ہوں۔

* * * * * * * * * *

خورشید اپنی آخری منزل طے کر رہا تھا۔ ازاں بعد چاروں طرف سیاہی نمودار ہوئی۔ بیچاری غمزدہ مالن نے حسب معمول کھانا کھایا۔ اور سو گئی...... ! رات کو خواب میں کیا دیکھتی ہے، کہ خود بھگوان کے دربار میں کھڑی گناہ کی معافی مانگ رہی ہے۔ بالآخر معاف کیا جاتا ہے، کہ اور حکم صادر ہوتا ہے، کہ کل سے تم دیوی کی آگیا پالن کرتے ہوئے روزانہ سیتلا مندر پر جل چڑھایا کرو! تمہارے سب منورتھ پورے ہوں گے ــــ اس بات کی مطلق پرواہ نہ کرو۔ کہ تم غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ میں ہمیشہ اپنے بھگتوں کی ہر ممکن طریقہ سے رکھشا کیا کرتا ہوں، اس لئے مطمئن رہو...... !!

صبح مالن بیدار ہوئی۔ رات والے خواب کی یاد میں محو ہو گئی، اور گھر کے کام کاج سے متنفر ہو گئی۔ کسی کی بات دل کو نہ بھائی! اب اُس نے لوگوں کو دھارمک کام اور پربھو بھگتی کرنے کی تلقین شروع کر دی۔ علاوہ ازیں اپنے گھر کے آدمیوں کو بھی اس راستہ پر لانے کی پریرنا کرنے لگی۔ اور خود سادھو کے حسب الحکم منگلوار کا برت رکھنا شروع کر دیا۔ اور گاؤں کے باہر سیتلا مندر میں جا کر ہر روز باقاعدہ جل چڑھایا کرتی۔

رفتہ رفتہ محلّے والوں کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی، کہ مالن نے اب بھگتی کا دور دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس اثنا میں بعض منچلے لوگ اس کو دیوانی بھی کہنے لگے، مگر اس نے طعن و تشنیع کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور اپنا کام بدستور جاری رکھا۔ آخر ایسا کرتے کرتے جب عرصہ قریباً ایک سال کا ہو گیا، تو اچانک ایک دن، جب وہاں جل لے کر گئی۔ تو کیا دیکھتی ہے، کہ وہاں ساکھشات اگن کی جوت (لاٹ) جل رہی ہے۔ عورت ذات تھی، ڈر کے مارے سہم گئی۔ اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ کچھ دیر کے بعد قدرے ہوش آیا۔ تو اٹھی، اور گھر کو واپس آ گئی...... ! آتے ہی کیا دیکھتی ہے، کہ لڑکا جو جنم سے نابینا (اندھا) تھا۔ بالکل بینا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں روشنی آ گئی۔ اس پر خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور "جے ماتا"۔ "جے درگا" کے فلک شگاف نعروں سے آسمان گونج اٹھا۔

گاؤں کے تمام لوگ اور دیگر وہ اصحاب جو ایسی باتوں پر اعتقاد نہ رکھتے تھے، وہ سب اس انوکھی بات کی تصدیق کرنے کیلئے آئے اور وہاں بے شمار خلقت جمع ہو گئی۔ آن واحد میں یہ خبر بجلی کی طرح قرب و جوار کے دیہات میں پھیل گئی۔ ہر فرد بشر کی زبان پر یہی مشہور تھا، کہ کلجگ میں دیوی پرگٹ ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ جادو اثر خبر قریب کے ایک ساہوکار پریمی بھگت کے کانوں تک جا پہنچی۔ اُس نے وہاں جا کر اس امر کی تسلّی کی۔ اور بڑا ہی خوش ہوا...... بس پھر کیا تھا، ہفتہ عشرہ کے قلیل عرصہ میں ہی وہاں ایک چھوٹا سا مندر بنوا دیا ــــ اور ریش کا بھاگی بن کر عوام سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اب مالن اُسی دن سے ہی دیوی کی "پجارن" بن گئی ہے!

15 اگست 1947ء کی ملکی گڑبڑ (بٹوارہ) تک وہاں ہزاروں شردھالو یاتری دور دراز سے درشنوں کو آتے رہے۔ گرمیوں کے موسم میں وہاں ایک بڑا بھاری میلہ اور یگ ہوتا تھا۔ اور ہزاروں دیوی کے بھگت چوٹی کے مہاتما، اور سنگیت کلاکار میلہ میں آ کر رونق بڑھاتے تھے!

ضلع سیالکوٹ کے ہزاروں شرنارتھی بھارت ورش میں آ چکے ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا بخوبی علم ہے، اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے، کہ سچے دل سے کی ہوئی نشکام بھگتی کا "پھل" کبھی رائیگاں نہیں جاتا ــــ اور یہ سچی عقیدت کا کرشمہ تھا، جو کہ میں نے ناظرین "ادم" دہلی کی تفریح طبع کے لئے پیش خدمت کیا ہے۔ ـــ

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف!

تصانیف شری کاشی رام چاؤلہ

اُردو

لُطفِ زندگی: زندگی کو کیونکر بالُطف بنانا — قیمت دو روپیہ۔ نہیں جانتا۔ اس کیلئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ اسے سُکھی کیسے بنایا جائے۔ اس سے آپ کو سب کچھ معلوم ہوگا

نادانیاں: قیمت سوا روپیہ۔ انسان نادانیاں کیا کیا نادانی کرکے دُکھی ہوتا اور انہیں سمجھنے سے کیسے بچ سکتا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہو تو یہ کتاب پڑھیے

امرت کُنڈ: قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ بھگوان نے امرت اور زہر دونوں بنائے ہیں زیادہ تر لوگ زہر پیتے ہیں اور پھر کراہتے اور چلّاتے ہیں۔ امرت کے گھونٹ پینا چاہو۔ تو "امرت کُنڈ" کا مطالعہ کرو۔

ذرا سا: قیمت آٹھ آنہ:۔ ذرا ذرا سی غلطی لاپرواہی اور بھول کتنا دُکھ، کیا مصیبت لاتی ہے۔ اور ذرا ذرا سی احتیاط اور خبرداری کیا بہار دکھاتی ہے۔ اس میں پڑھئے۔

آدرش گرہست: قیمت ایک روپیہ۔ گرہست کو سُورگ کیسے بنایا جائے۔ گرہست جیون کو سُکھ کا بھنڈار کس طرح بنایا جائے۔ اس کتاب میں آپ کو سب ایسے گُر ملیں گے۔

"پریت سنیہہ": قیمت دس آنہ۔ نفاق اور دویش کتنا نقصان کرتے ہیں پریم اور ملاپ کتنا لابھ پہنچاتے ہیں انکا حال اسی میں پڑھیے

گیتا پاٹھک / "جھٹک" / "جھٹک" / "ٹھٹک": قیمت فی حصّہ ایک روپیہ — گیتا کی تعلیم روزانہ زندگی میں شامل کرکے جیون کو کیسے سُکھی اور شانت بنائیں۔ ان کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جائے گا۔

اے مسلم بھائی: قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ اسلام کی سچی تعلیم کیا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث شریف زندگی کا معیار کیا بتاتے ہیں۔ اس میں دیکھئے۔

(ہندی):—

شانتی منتر۔ قیمت ۱۲ر	جیون جیوتی قیمت ۵ر	ان کتابوں کے نام ہی انکے مضمون کا اشارہ۔
آنند سوتر قیمت ۱۲ر	ہمارے بچے " ۵ر	
لاکھ لاکھوں کی بات " ۵ر	جیون آنند " ۵ر جیون امرت ۵ر	

یہ سب کتابیں دفتر رسالہ "اوم" اجمیری گیٹ دہلی سے مل سکتی ہیں منگوا کر لابھ اٹھائیے۔

بوٹوں کی جان اور شان

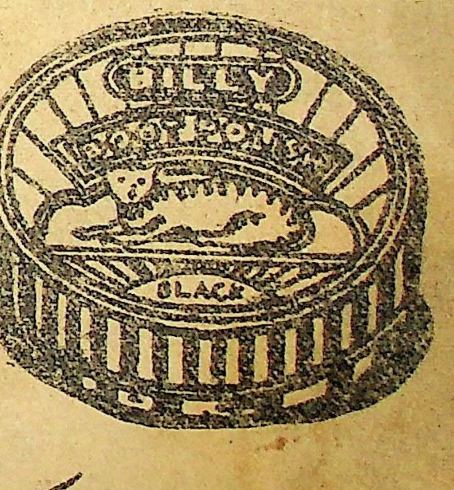

لِلی بوٹ پالش

روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں